رجسٹرڈ سی ۳۷۸

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

رسالہ

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۳۶ ہجری | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۲
۲	الآل والاصحاب	اڈیٹر	۳
۳	فیصلہ امامت و اقتدا	اڈیٹر	۹
۴	دشمنان آل رسول	جناب مولوی محمد صالح صاحب بارہ	۳۷
۵	سائنس اور اسلام	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہرہ	۴۱
۶	فساد محرم	اڈیٹر	۴۳
۷	التقریظات	"	۴۹
۸	آل انڈیا شیعہ کانفرنس	"	۵۲
۹	العوالم الاسلامیۃ	"	۵۳
۱۰	تنقید بخاری	جناب فخر الحکما مدظلہ	۱۶۷

مرتبہ سید علی حیدر

قیمت سالانہ ۶

فی پرچہ [illegible]

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد و جناب میر تفضیل عباس صاحب مختار ریاست پہاسو ضلع بلند شہر میزان - میزان سابق للعہ میزان الکل للعہ

اعانت حافظ علی حسین صاحب پکولیا ضلع بستی جناب سید محمد اسحق صاحب عرف راجہ میان از پٹنہ عہ

حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہین کہ علاوہ اون رقومکے جو بذریعہ اصلاح وصول ہوے حسب ذیل رقمین بمد امانت وصول ہوین جناب شاہ صفدر علی صاحب ساکن لاہور عہ جناب منشی انور علی صاحب نائب رجسٹرار مدرسہ علیگڈھ عہ جناب قاضی ضیاء اللہ صاحب تحصیلدار حسمیر گڈہ عہ اب صرف عہ کی اور ضرورت ہے کہ دین سے سبکدوش ہون -

اعانت بمد اپیل جناب میر مواتی حسین صاحب نے عہ کی رقم جو مطابق تحریر مندرجہ اصلاح صفحہ ۵۶ عنایت کی تفصیل اوسکی حسب ذیل ہے جناب میر باور حسین صاحب نصیر آبادی ہیڈ انسپکٹر عہ جناب سید مواتی حسین صاحب عہ سید معصوم علی صاحب بلگرامی عہ سید محمد مرتضی صاحب جائسی عہ سید خواجہ علی صاحب عہ سید غلام امام صاحب عہ سید زوار حسین صاحب عہ سید محمد رضا صاحب عہ خواجہ محمد علی حسین صاحب عہ میر امیر حیدر صاحب عہ میر سخاوت علی صاحب عہ میر حفاظت حسین صاحب عہ میر الفت حسین عہ میر بشیر احمد صاحب عہ عہ بتحویل اصلاح مین عہ بمد امانت جمع ہے -

وقفی کتابون کا اعلان ۲۵ ہزار رسالے جدید مقابل دید بغرض حفاظت وحمایت مذہب شیعہ طبع کراکے خاکسار نے وقف کیے ہین ڈہائی آنہ کے ٹکٹ بغرض محصولڈاک روانہ فرماکر راقم سے طلب فرمائین ۶ رسالے ہر شخص کو بہیجے جائینگے مگر بیرنگ نہ جائیگا درخواستین صرف اس نشان سے آئین - المشتہر حکیم سید حسین گریان ایڈیٹر العوارف لکھنؤ نخاس جدید **الفرق** ہر دو جلد مطابق تحریک اصلاح نمبر بارہ صاحبونکو مفت دی گئی خواجہ میر حسین صاحب نگینہ سید محمود حسن صاحب بدایون سید حسن صاحب کجہوہ منشی دوار کا پرشاد صاحب حصار سید الطاف حسین صاحب الہ آباد فرمان علی شاہ صاحب جہانپور میر غلام علی صاحب آگرہ عبد علی صاحب دہلی میرزا علی محمد صاحب لاہور زائر حسین صاحب مرزاپور حکیم فتح محمد صاحب فیروزپور مولوی محمد حسن صاحب نوگانوان جالندھر - لہذا اب کوئی صاحب مفت نہ طلب کرین ماہ رجب وشعبان و رمضان تک عہ مین برعایت ہر دو حصہ مل سکتے ہین - المشتہر سید محمد جامع مسجد مراد آباد

انجمن اثنا عشری بمبئی سے کون مومن ناواقف ہوگا جو حج و زیارت سے مشرف ہوا کہ جناب مرزا افضل حسین صاحب مہتمم کی کوشش سے ہر شخص اس انجمن مین آرام پاتا اور سفر حج و زیارت مین ہر قسم کی سہولت ہوتی - ۴ برس سے یہ انجمن قایم ہے مگر اب ہمین تنزل ہو رہا ہے مرزا صاحب کی مالی حالت مثل سابق نہین رہی اور سن بھی ضعیفی کا ہے لہذا تمامی مومنین سے التماس ہے کہ جن حضرات نے چندہ مقرر کیا ہے وہ جلد توجہ فرمائین - اور جن حضرت نے ابتک نہین توجہ کی اس کار خیر مین امداد فرمائین کہ یہ انجمن بہتر ترقی کرے ایک مکان مستقل انجمن کیلئے لے لیا جائے اور سلسلہ تجارت قائم کیا جائے روساء پٹنہ نے حسب مقدور اس کار خیر کیطرف توجہ فرمائی ہے اگر جملہ مومنین اوسیطرح آمادہ ہو جائین تو کوئی بات نہین - مراسلات خواہ خطوط ہون یا منی آرڈر -

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۲۶ ہجری	جلد ۱

اعلان ضروری

الحمد للہ کہ یہ نمبر یکم رجب کو مل رہا ہے مبارکباد

چونکہ اصلاح نمبر ۳و۴ اکثر حضرات کے نام بذریعہ ویلیو روانہ ہوا - فارم کی خرابی سے بہت سے ناموں میں اشتباہ پیدا ہوا - اکثر حضرات کو خطوط بھی لکھے گئے مگر جواب پر توجہ نہ کی گئی لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر نہ پہونچا ہو یا انکے نام غلطی سے پرچہ نہ جاتا ہو اور انکا چندہ وصول ہو براہ کرم مطلع فرمائیں کہ پرچہ روانہ کیا جائے -

اصلاح کی جلدوں کا ناقص اور ناتمام رہنا خود مجھے ناگوار ہے لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر کم ہو مطلع فرمائیں مگر نمبر خریداری ضرور لکھیں کہ تعمیل میں دقت نہو -

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی از ۲ جولائی لغایت ۲۴

نمبر شمار		وصولی	الصفی
بقیہ ۴۴	جناب سید محمد محسن صاحب تحصیلدار متولی ضلع کہیری ۵۳ ۲۳	لہ	صہ
۵۷	جناب میر علی حسین صاحب محلہ چہل بی بیان لاہور ۳۱۸۰	لہ	صہ
۵۸	جناب سید اقبال علی صاحب رئیس محلی شہر جونپور بتوسط جناب تحصیلدار صاحب بارہ منگلا	لہ	صہ

۵۹	جناب مولوی سید علی اکبر صاحب مہتمم قصبہ بائی بلند شہر		ل	عہ
۶	جناب سید جعفر ظیار صاحب جعفری منصرم ریاست ملرام پور گونڈہ ساکن جلالپور		ل	عہ
۶۱	جناب سید تصدق حسین صاحب فرزند حکیم بہادر علی صاحب مرحوم ساکن ریاست بہاسو ضلع بلند شہر		۲	عہ
۶۲	جناب سید طفیل حسن صاحب خلف جناب سید تصدق حسین صاحب		۳	عہ
۶۳	جناب [illegible]		ل	عہ
۶۴	الحاج جناب مرزا محمد حسن صاحب [illegible]		ل	عہ
	[illegible]			[illegible]

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

الحمد للہ کہ آج بفضلہ سیارہ کے بعیت اس کمپنی [illegible] المعصومین [illegible] ہزار ایکسو [illegible] فراہم کرتا ہے۔

ایک نقال مشہور ہے کہ کسی نئے روزہ دار نے ماہ رمضان کا ایک روزہ رکھا تو سب خوشی [illegible] باقی رہے۔ وہی نقل ہے ہماری کمپنی کی کہ [illegible] ہم خوش ہیں۔

واقعاً جس قوم کے امرا [illegible] عیش و عشرت میں [illegible] ہوں [illegible] بھی یہ معلوم ہو تو قوم کس بات کی ضرورت ہے اور کیا حاجت ہے وہ قوم کیونکر ترقی کر سکتی ہے کیونکہ [illegible] بار نہیں ہے کہ وہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی حصہ دار بنیں مثلاً اصلاح – الشمس [illegible] اسکے چندہ کی فکر بھی تو نہیں ہے [illegible] شب و روز مشغول رہتے ہیں [illegible] طرف ان قومی کاموں – قومی انجمنوں – قومی امور کی فکر کرتے ہیں [illegible] اصلاح پرنٹنگ کمپنی [illegible] ای عالی ہمت اور اولو العزم نوجوان قوم تمہاری ہی ہمت [illegible] اسلام کو تمام عالم میں پھیلایا کیونکہ جناب رسالتمآب و جناب امیر علیہم السلام کی حالت تم کو بخوبی معلوم ہے کہ [illegible] تین شبانہ روز بھوکے رہے مگر دل میں بہت بلند تھی اسلئے دنیا کو [illegible] آرام بسر کرتے ہو۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے اغراض و مقاصد و ضوابط و قواعد تمکو معلوم ہیں کہ [illegible] مقصد ہے – ترجمہ قرآن مجید مطابق مذہب شیعہ – شرح و ترجمہ نہج البلاغت کی اشاعت اسکا اہم مقصد ہے تا کہ [illegible] ہمت کیوں ہارتے ہو۔ اگر امرا دسا نہیں کوشش کرتے تو تم [illegible] ہمت ہیں کہ ایک دفعہ کی ہمت [illegible]

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے ص ۱۰ ملاحظہ ہو

ہاں بعض خوش عقیدہ نے توبہی تراشا ہے کہ رسول اللہ نے انکی نماز پڑہی تھی (شاید قبل از وفات خود آنحضرت نے پڑہی ہو) اور بعض نے یہ ترقی کی کہ خود خدا نے پڑہی چنانچہ اوسی تاریخ خمیس میں ہے وذکروا لمحب الطبری انہ قام فی حش کوکب ثلاثا مطروحا لا یصلی علیہ حتی ہتف بہم ہاتف ادفنوہ ولا تصلوا علیہ فان اللہ عز وجل قد صلی علیہ ص ۲۹۶

یعنی حضرت عثمان حش کوکب (میں) تین روز پڑے رہے کوئی اونپر نماز نہ پڑہتا تہا یہانتک کہ ہاتف نے آواز دی یونہی دفن کردو کہ خداوند عالم نے انپر نماز پڑہی ہے۔

اب اس سے بڑہکر کیا ترقی ہوسکتی ہے کہ خدا نے انپر نماز پڑہی۔ مگر اسقدر تو یقینا معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین سے کوئی ایسا باتوفیق نہ تہا جو انپر نماز پڑہتا۔

اب انہیں کے حال پر عبداللہ بن زبیر کے حال کو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ بہی صحابی ہیں۔ اور خلیفہ اول کے نواسہ اور اہلسنت کے خلیفہ جو بحکم خلیفہ وقت عبدالملک مارے گئے۔ انپر بہی نہ کسی سنی نے نماز پڑہی نہ صحابی نے نہ تابعی نے تاریخ کامل میں ہے۔

وان عبد اللہ لم یصل علیہ احد منعہ الحجاج من الصلوۃ علیہ وقال انما امر امیر المومنین بدفنہ وقیل صلی علیہ غیر عروۃ والذی ذکرہ مسلم فی صحیحہ ان عبد اللہ بن زبیر القی فی مقابر الیہود صفحہ ۱۳۹ جلد ۴

یعنی عبداللہ بن زبیر پر نماز میت نہیں پڑہی گئی۔ حجاج نے روکدیا اور منع کیا اونپر نماز پڑہنے سے اور کہا کہ امیر المومنین عبدالملک نے صرف دفن کرنیکا حکم دیا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اوپر عروہ نے نماز پڑہی۔ اور صحیح مسلم میں یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر ڈالدیئے گئے مقبرہ یہود میں یہ نہیں کہ سکتا کہ آخر حضرات اہلسنت کس دین و ملت کے تابع ہیں کہ مدعی تو ہیں صحابہ سے دوستداری۔ اور خیر خواہی کے مگر طرز عمل یہ ہے کہ خود ہی تو خلیفہ بناتے ہیں اور جب تک

منافع دنیوی ملتے رہتے ہیں ساتھ رہتے ہیں۔ ادہر نفع فوت ہوا اور دوسری طرف جھکے۔ پھر اپنے پہلے خلیفہ کو ایسا ذلیل و حقیر کرتے ہیں کہ کوئی اسکا بھی روادار نہیں ہوتا کہ دسکو مسلمانو نکے مقبرہ میں دفن کریں۔ یا نماز جنازہ پڑہیں۔ پہر ایسے کوئی کیا امید کرسکتا ہے۔ یہیں سلطنت کے خیرخواہ ہوسکتے ہیں انکو تو اپنے نفع سے کام ہے جب تک ہوا نبی ہے۔ خلیفہ بھی ہیں رسول بھی ہیں۔ امام بھی ہیں۔ پہر کہاں کے تم کہاں کے ہم

مدفن ابن الزبیر اگرچہ مدفن کا حال ابہی سن چکے ہیں کہ وہ مقابر یہود میں دفن ہوے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انکا رشتہ یہود سے کیسا قریبی ہے کہ انکے خلفا کو مدفن بھی ملتا ہے تو مقبرہ یہود میں۔ مگر گفتگو اسمیں ہے کہ آخر یہ شرف انکو حاصل کیونکر ہوا۔ کیونکہ باپ انکے زبیر تو جنگ جمل ہی میں مارے گئے بصرہ میں دفن ہوئے جو آبادی شہر بصرہ سے بہت دور مقام پر واقع ہی۔ جد مادری انکے حضرت ابوبکر تو روضۂ رسول میں بلا اجازت ورثہ دفن ہوئے پھر انکو یہ ترکہ ملا تو کہاں سے۔

یہ میراث انکو حضرت عثمان سے ملی کیونکہ ونکا مدفن حش کوکب میں ہے چنانچہ تاریخ کامل ہیں ہے۔

ودفن فی حش کوکب فلما ظہر معاویۃ بن ابی سفیان علی الناس امر بذلک الحائط فھدم وادخل فی البقیع وامر الناس فدفنوا اموا تھم حول قبرہ حتی اتصل المدفن مبقابر المسلمین صفحہ ، جلد ۳

یعنی عثمان دفن کئے گئے حش کوکب میں جب معویہ کو تسلط اور غلبہ ہوا تو حکم دیا کہ یہ دیوار توڑدی جائے اور بقیع (مدفن اہل اسلام در مدینہ) میں ملالی جائے اور لوگونکو حکم دیا کہ اپنے مردے گرد قبر عثمان دفن کریں یہانتک کہ وہ مقام ہی مقبرۂ مسلمین سے متصل ہوگیا اگرچہ یہ عبارت بطور خود کافی ہے اسکے لئے کہ عثمان کا مدفن۔ بتائے وہ کہاں دفن ہوئے کیونکہ معویہ کا بعد تسلط اوس دیوار کو توڑنا اور بقیع میں اوسکا ملانا۔ اور لوگونکو حکم دینا کہ یہاں اپنے مردے دفن کرو۔ جس سے مقبرۂ مسلمین سے متصل ہوجائے کافی شہادت ہے اسکی کہ وہ مسلمانوں کے دفن کی جگہ نہ تہی۔ مگر مزید تحقیقات کے لئے لغت کی طرف رجوع کرنیسے

اسکی پوری تشریح ہو جاتی ہے۔ مجمع بحار الانوار گجراتی میں ہے۔ وفیہ ان ھذہ الحشوس محتضرۃ یعنی الکنف ومواضع قضاء الحاجۃ الواحد حش بالفتح واصلہ من الحش البستان لانھم کانوا کثیرا مایتغوطون فی البساتین = وفی ح عثمان انہ دفن فی حش کوکب وھو بستان بظاھر المدینۃ خارج البقیع ا ہ ص ۲۷۰ جلد اول

یعنی حدیث میں ہے کہ یہ باغ سب جگہ پاخانہ کی ہے۔ واحد اسکا حش ہے یعنی باغ کیونکہ اون لوگونکا قاعدہ تہا پاخانہ اکثر باغ میں پہرا کرتے۔ اور حدیث عثمان میں ہے کہ وہ دفن کئے گئے حش کوکب میں۔ وہ باغ تہا (یعنی پاخانہ پہرنے کی جگہ) ظاہر مدینہ میں خارج از بقیع جس سے معلوم ہوا کہ جہاں حضرت عثمان دفن ہوئے۔ وہ ایک جگہ تہی جہاں لوگ قضای حاجت کو جاتے اور پاخانہ پہرا کرتے۔ اور چونکہ تاریخ کامل سے مذکور ہو چکا کہ معویہ نے اوسکو مقابر مسلمین سے متصل کر دیا لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں وہ مقبرہ مسلمین نہ تہا۔ بلکہ یہود کا مقبرہ تہا۔

اس زمانہ میں آپکو ہزاروں سلاطین کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں کہ وہ کیسے کیسے احکام اپنے رعایا پر صادر کرتے ہیں۔ مگر آپنے کوئی حکم ایسا نہ سنا ہوگا کہ اپنے مردوںکو فلاں جگہ دفن کرو۔ مگر یہ بہی خصوصیات خلفائے اہلسنت سے ہے کہ معویہ نے بزور حکومت مسلمانوں کے مردے مزبلہ میں دفن کرائے۔ کیوں؟ صرف اس غرض سے کہ کسیطرح عثمان صاحب کی قبر مقبرہ مسلمین سے ملجائے۔ پہر اگر روضۂ رسول میں اسیطرح کی زبردستی کی تو آپکو کیوں تعجب ہوتا ہے۔

دفن عثمان کا مزبلہ ہونا اور کتابوں سے بہی ثابت ہے چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے عن مالک قال لما قتل عثمان القی علی المزبلۃ ثلاثۃ ایام فلما کان فی اللیل اتاہ اثنا عشر رجلا منھم حویطب بن عبد العزی وحکیم بن حزام وعبد اللہ بن الزبیر وجدی فاحتملوہ فلما صاروا بہ الی المقبرۃ لیدفنوہ فاذا ھم بقوم من بنی مازن قالوا واللہ لئن دفنتموہ ھھنا

فخرجت ناس بعد فاحتملوه وکان علی باب وان راسه علی الباب لیقول طق طق حتی صاروا به الی حش کوکب فاحتفروا له وکانت عائشة بنت عثمان معها مصباح فی حق فلما اخرجوه لیدفنوه صاحت فقال لها ابن الزبیر والله لئن لم تسکتی لاضربن الذی فیه عیناک فسکتت فدفنوه خرجه الخلعی کذا فی ریاض النضرة ص

یعنی عثمان بعد قتل تین روز تک مزبلہ پر پڑے رہے جب رات ہوئی تو بارہ آدمی آئے جنمیں عبداللہ بن زبیر بھی تھے اور چاہا کہ انہیں مقبرہ (بقیع) میں دفن کریں تو یہ لوگ بنی مازن سے ملے اور کہا کہ اگر یہاں تنے دفن کیا تو ہم سبکو خبر کر دینگے۔ نہیں وہاں سے لوگ اوٹہالائے حالانکہ وہاں انکا سر ایک مکان کے دروازہ پر تہا جو طق طق کر رہا تہا (یعنی لٹکا تہا اور رجو ہلنے سے ٹہک ٹہک کر رہا تہا) یہ اہلسنت کے خلیفہ کا حال ہے خود دیکھ لیجئے یا تہو فاعتبروا یا اولی الابصار) جب اوٹہو ٹہو کر لائے تو **حش کوکب** میں لیگئے وہیں ایک گڑہا کہود کر گاڑ دیا۔ اوسوقت عائشہ دختر عثمان چراغ دکہا رہی تہی چیخ کر رونے لگی۔ ابن الزبیر نے جہڑکا اور کہا کہ اگر چپ نہ رہیگی تو تیری بہی گردن اوڑا دینگے بس وہ خاموش ہوئی اور عثمان دفن ہوئے۔

ظہور مشہد امام حسین علیہ السلام آپکو یاد ہوگا کہ ابتدائے تحریر میں مطلب سے ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیا ہے تو بعض لوگوں نے حضرت کو یہ رائے دی تہی کہ آپ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں جسکو حضرت نے نہ مانا اور فرمایا کہ جہانتک دور رہوں خانہ کعبہ سے۔ وہی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے جسکی تصدیق ان حالات سے بخوبی معلوم ہوئی کہ وہاں کے قیام میں کیا کیا مفاسد تھے۔ کس کس طرح خانہ کعبہ کی توہین کی گئی کسطرح خود خانہ کعبہ جلا۔ پردہ جلا۔ حجر اسود پاش پاش ہوا۔ پہر ان مفاسد کو کوئی شخص اہل اسلام سے ہو کر کیونکر قبول کر سکتا ہے چہ جائیکہ وہ امام ہو فرزند رسول ہو۔ محافظ اسلام ہو

اسی لئے آپ اس نتیجہ پر بہی پہونچ سکتے ہیں کہ چونکہ ان لوگوں کے جنکا افعال میں اغراض

ذاتی مثال یہ ہے کہ آج جو کام کیا گیا تھا دنیا کے لئے اسلئے خدا نے نتیجہ دیا کہ چند روز دنیا ہاتھ لگی۔
مگر خدا نے اسطرح مٹایا کہ اونکے آثار کو محو کیا کہ آج دنیا میں انکا نہ مزار ہے نہ اونکی کوئی عظمت
بخلاف مزار جناب سیدالشہدا روحی لہ الفداء کے کہ خدا نے اسطرح اسکو بنایا اور نمایاں کیا کہ آج
تمام اہل اسلام کا وہ ملجا و ماوا ہے۔ یہ ہیں معنی آیہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کے

میں یہاں عبداللہ بن زبیر کا نام نہیں لیتا جسے حجاج ایسے سفاک نے دار پر کھینچا اگرچہ صحابہ اہلسنت
کا مقتدا اور امام تھا۔ مگر ایسا ظالم تھا کہ نماز میت پڑھنے دی نہ مقبرہ مسلمین میں دفن ہونے دیا
بلکہ مقبرہ یہود میں ڈلوا دیا بلکہ حضرت عثمان کا نام لیتا ہوں جنکے لئے معاویہ نے یہ کوشش کی کہ دیوار
اسکی توڑوائی مسلمانوں کو وہاں دفن کرایا کہ مسلمانوں کے مقبرے سے مل جائے۔ مگر آج بھی وہ وہی
ذلت میں ہے جو پہلے تھی۔ حالانکہ یہ قبر خاص مدینہ منورہ میں واقع ہے جسپر ہمیشہ سلاطین اہلسنت
کا تسلط رہا اور آج بھی سلطان روم کی ماتحتی میں ہے۔

ان واقعات سے [illegible] ہے [illegible] کے لئے
ظلم ظالمین سے [illegible] قیام [illegible] مدینہ
میں [illegible] زمین ہو [illegible]
اور [illegible] ہے۔

مدفن عثمان [illegible] کہ وقت دفن [illegible] محو کر دئے گئے تھے
کہ کسیکو معلوم ہو [illegible] نشانی بھی دیتی ہے
مگر [illegible] وہاں نہیں جانا [illegible] ہے۔

تاریخ طبری [illegible] قال الواقدی دفن لیلة السبت فی موضع
الی [illegible] یقال لہ حش کوکب [illegible] وقیل ان الذین تولوا
تجہیزہ کانوا خمسة او ستة جبیر بن مطعم وحکیم بن حزام ونیار بن مکرم
وزوجتہا عثمان نائلة بنت الفرافصة وام البنین بنت عیینة ونزل
نیار وابوجہم وجبیر فی قبرہ وکان حکیم ونائلة وام البنین یدلونہ
فلما دفنوہ غیبوا قبرہ صفحہ ۲۹۵

یعنی کہا واقدی نے کہ بوقت شب شنبہ کو عثمان دفن ہوئے زمین حش کوکب میں اور چھپا دی گئی قبر اونکی اور کہا گیا ہے کہ پانچ آدمی اونکے دفن میں شریک تھے تین مرد جبیر حکیم بسیار اور دو عورتیں نائلہ - ام البنین جو دونوں زوجہ عثمان تہیں - بسیار - ابو جہم - جبیر تو قبر میں اوترے اور دونوں زوجہ عثمان اور حکیم - قبر میں اوتار تی تہیں پہر غائب کر دی گئی وہ قبر -

جس سے معلوم ہوا کہ اصل قبر تو اوسیوقت بعد دفن چھپا دی گئی تھی کہ کسیکو معلوم نہو حضرت عثمان کہاں دفن ہیں مگر بعد کو معویہ نے ایک فرضی قبر بنا کر لوگونکو اوسکے گرد دفن کرنیکا حکم دیا کہ کسیطرح مسلمانوں کے مقبرہ سے ملجائے - مگر آج بہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر ندکور بقیع سے خارج ہے - وہاں دیوار تیار ہی کی گئی ہے - اور صرف اسی طرف کچھ قبریں نظر آتی ہیں عثمان صاحب کے اوسطرف ایک بہی قبر نہیں -

اب آپ ہی غور فرمائے کہ جب ابن الزبیر کی قبر مکہ میں اس بیحرمتی سے بنائی گئی کہ مقبرہ یہود میں ڈالی گئی - اور حضرت عثمان مزبلہ یہود میں ڈالے گئے - تو جناب امام حسین علیہ السلام کیونکر اسکو گوارا فرماتے کہ خاص مکہ یا مدینہ میں قیام فرما کر اسطرح کے الحاد کو جاری کرتے -

اسی خشیت الٰہی کا خداوند عالم نے یہ نتیجہ دیا کہ آج جناب امام حسین علیہ السلام کا مشہد اسطرح مشہور و معروف ہو رہا ہے کہ تمام اہل اسلام کا مرجع اور مزار ہے - حالانکہ ہزاروں سلاطین اہلسنت نے اوسکو نیست و نابود کرنا چاہا - مگر خدا کا نور روز بروز اپنا جلال دکھا رہا ہے - اور اس طرح کی عظمت اوسکی نمایاں ہو رہی ہے کہ بجز روضۂ رسول کوئی اوسکی ہمسری نہیں کرسکتا -

افسوس کہ بہ اقتضائے مقام میں تفصیلی مظالم سلاطین اہلسنت کو نہیں لکھ سکتا کہ اس ارض مقدس پر اونہوں نے کیا کیا ظلم کئے - اگر آپکو شوق ہو تو کتاب مرقع کربلا مصنفہ جناب مولوی اعجاز حسین صاحب رئیس امروہہ ملاحظہ کریں - مگر متوکل کا حال تو سبکو معلوم ہے جسے اہلسنت نے خلفای راشدین سے ملحق کیا ہے کہ اوسنے اس مشہد پر کیا ظلم کیا نہر کاٹ کر لایا کہ نشان قبر معدوم ہو جائے - مگر خود پانی وہاں آکر گرد قبر اقدس چکر کہانے لگا جس سے اوس مقام کا نام حائر قرار پایا - تو اب بجز خدا کون تہا جو ایسے ظالمونکے شر سے اوس قبر اطہر کو محفوظ رکہتا صدق اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون —　　(باقی آیندہ)

فیصلہ امامت و اقتدا

اقضا کم علی

(اگرچہ اس تحریر کو مناسب تو یہ تھا کہ اخبار اہلحدیث میں شایع ہو مگر چونکہ اونکو شیعوں سے قطعی عداوت ہے کوئی تحریر شیعوں کی شایع کرنا جائز نہیں سمجھتے چنانچہ دفتر الشمس سے صرف اس مضمون کی تحریر بھیجی گئی تھی کہ اہلسنت کو الشمس مفت ملیگا تاکہ وہ مسئلہ تحریف قرآن پر غور کر سکیں - مگر اڈیٹر صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ تحریر خلاف مذہب ہے اسلئے شایع نہیں ہو سکتی لہذا اس مضمون کو میں اصلاح میں شایع کرتا ہوں اگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث میں کچھ بھی مادہ حق جوئی اور حق پسندی ہوگا تو اس تحریر کو بجنسہ اپنے اخبار میں شایع کرکے جو چاہیں جواب لکھیں مگر شاید اسپر وہ رضامند نہوں ۔م)

چونکہ آجکل یہ علمی مقدمہ زور سے چل رہا ہے کہ فاسق کی اقتدا نماز میں جائز ہے یا نہیں اسلئے ضرور ہوا کہ اس حیثیت سے کہ اسلام کی ابتدا اور اسکا نشو و نما ہمارے آباء طاہرین و اجداد طیبین کے بدولت ہوا جو بانی اسلام تھے - ایسا فیصلہ کریں جو مطابق قواعد مقررہ اسلام ہو خواہ کوئی مانے یا نہ مانے کیونکہ یہی طریقہ رہا ہے بانی اسلام کا کہ حجت کو تمام کر دیں اور حق واضح کریں فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

مدعی نمبر ا مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جنہوں نے اپنی کنیت غلط طور پر ابو الوفا رکھی ہے اور دونکے شرکا حسب ذیل ہیں۔

مدعیان (۲) مولوی عبد اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ (۳) مولوی محمد غضنفر صاحب فیروز پور (۴) مولوی محمد یوسف صاحب صادقپوری کلکتہ (۵) مولوی عبد التواب صاحب امام اہلحدیث علیگڈھ (۶) موضع ۲۷ مارچ (۶) مولوی محمد ادریس صاحب

راجکوٹ ۱۰ اپریل (۷) مولوی محمد صاحب ذکر ضلع پلی بھیت (۸) قاضی عبدالرحمان صاحب ٹڈبھی مالی فیروزپور ۱۷ اپریل (۹) مولوی محمد جمال صاحب امرتسری (۱۰) مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارس ۸ مئی (۱۱) مولوی محمد حفیظ صاحب مدرس اعلیٰ مدرسۃ العلوم ندوۃ العلماء (۱۲) مولوی مولا بخش خاں صاحب بہاری ۱۵ مئی (۱۳) قاضی عبدالرحیم صاحب کرنول مدراس (۱۴) مولوی عبداللہ کرنول مدراس وغیرہ وغیرہ

مدعا علیہم (۱) مولوی عبدالعزیز صاحب ساکن قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ ۱۱ اپریل (۲) مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی جن کی مفصل تحریر ہے اور مدلل ۲۲ اپریل (۳) مولوی ابو عبید احمد صاحب امرتسری بذیل تائید مسئلہ (۴) از بیل (خطاب پنجاب اہلحدیث) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ و سرآمد علمائے اہلحدیث (مخالف کلی) (۵) حکیم ابو داود محمد عبدالصمد صاحب ببرکہالی ضلع لاہور ۲۲

مذبذبین (۱) حافظ عبدالمنان صاحب ۲۷ مارچ (۲) مولوی عبدالجبار صاحب ۳ اپریل (۳) مولوی غلام مصطفی صاحب امرتسری ۱۰ اپریل (۴) مولوی گل محمد صاحب بدالوالہ ضلع فیروزپور (بہ اضافہ قید اضطرار)

مولوی ثناءاللہ صاحب مدعی نمبر

تاریخ ظہور دعوی ۱۳ مارچ ہے (بعد ذکر مرزا قادیانی کہ پہلے وہ اپنے مخالف کے پیچھے نماز درست کہتے تھے اور اب نادرست کہتے ہیں لکھتے ہیں۔

"میں مدتوں سے اس اختلاف کو سن سن کر دل ہی دل میں کڑھتا اور سوچتا تھا کہ اہل اسلام کو کیا ہو گیا کہ عبادت الٰہی میں بھی شرکت جائز نہیں جانتے تو اور کسی کام میں انکی شرکت کیونکر ممکن ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے سوال بھیجا کہ **رافضی - خارجی - نیچری** مرزائی وغیرہ فرقوں کا امام کھڑا ہو تو اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں - میں نے بعد غور و فکر اپنی دیانت کے مطابق (گو واقع میں غلط ہو) جواب دیا کہ درست ہے اسپر بعض حاسدوں کو اور بعض سطحی لوگوں کو شور مچانے کا موقع ملا" ۱۳ مارچ

اصل دعوی: "پس ناظرین بغور سنیں کہ بعض امور نماز کے ارکان ہوتے ہیں

یعنی اسکی ماہیت میں داخل ہیں انکے سوا نماز کا وجود شرعی نہیں ہوسکتا انکی تفصیل تو یہ ہے
نیت ۔ تکبیر ۔ و ۔ قیام ۔ قرأت ۔ رکوع ۔ سجدہ ۔ قعدہ وغیرہ

قرآن واحادیث اور بزرگان دین کے اقوال صحیحہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی کا تعلق اون ارکان اور افعال میں تو ہے جنکو نماز کے وجود میں تعلق ہے لیکن اون امور میں امام اور مقتدی کا تعلق وربط نہیں جو قبولیت کے لیے موقوف علیہا یا شرط ہیں سو ہو سکتا ہے کہ امام اور مقتدی دونو ملکر نماز پڑہیں دونو اپنے اپنے ارکان ادا کریں مگر امام میں ایک ایسی بات ہے جو مانع قبولیت ہے بداعتقادی یا کوئی اور امر جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے جنکی مثالیں میں آگے چلکر بیان کرونگا اسوجہ سے امام کی نماز تو قبول نہو مگر مقتدی کی نماز میں خلل نہ آئے ۔۔

بعض لوگونکو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حدتک پہونچ چکے ہیں کہ انکو کفر لازم آتا ہے ۔ بلکہ علمانے انپر کفر کا فتوی بھی دیا ہے اسلئے انکی تو اپنی نماز جائز نہیں پہر انکے پیچھے ہماری نماز کیونکر ہوگی ؟ دراصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانونکو اس حدتک پہونچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملکر خدا کے حضور میں کہڑے نہیں ہوسکتے اسیطرح بعض لوگ میرے اس فتوی سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز جائز ہوگی تو انکے فتوی کفر میں تخفیف آجائیگی پہر وہ حیرت سے مجھے اور میری تحریر دنکو دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیونکا ایسا مخالف ہے کہ مرزا کے ساتھ اسکی جانبازی دبازی لگی ہوئی ہے وہ بھی انکے ساتھ ملکر نماز پڑہنے کا فتوی دیتا ہے اینچہ بوالعجبی است ۔ اس لئے میں انکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جواز اقتداء سے نہ میں انکے اعتقادات کا مصحح ہوں نہ انکے فتوی میں تخفیف ہوتی ہے ۔۔

تشریح

یہ پوری عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہے ۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کافر کے پیچھے بھی اقتداء جائز ہے کیونکہ خود مرزا صاحب کے کفر اور فتوی کفر کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور پہر جواز اقتدا کا فتوی دیتے ہیں اور یہی لکھتے ہیں کہ اس سے انکے اور فتوی کفر میں کچھ بھی تخفیف نہیں ہوتی

چنانچہ پھر اسکی تشریح کرتے ہیں "" اپنا ہائی الضمیر پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ میں ارکان صلوۃ میں امام اور مقتدی کا رابط مانتا ہوں، مگر قبولیت و عدم قبولیت میں ان دونو کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا ""

مولوی ثناء اللہ صاحب کا قائل ہونا اس بات کے لئے کہ وہ **کافرونکی** اقتدا کو بھی جائز جانتے ہیں ایسا واضح ہے کہ مولوی ابوالحسن غلام مصطفی صاحب حنفی امرتسری کی تحریر میں خود شایع کرتے ہیں،

"" ذرا سوچئے کہ آپکا دعوی ہے کہ **کافروں کے پیچھے نماز جائز ہے** اور دلیل میں گنہگار مسلمانوں کی امامت پیش کرتے ہیں فاین ھذا من ذالک "" مورخہ ۳ اپریل

اسکے جواب میں خود مولوی صاحب ممدوح کہتے ہیں "" بس میں آجکل کے **مکفرین** کو یعنی جن لوگوں پر علما نے کسیوجہ سے کفر کا **فتوی** دے رکھا ہے انکو بھی اسی مد میں شمار کرتا ہوں جن کا حکم صاحب ہدایہ وغیرہ نے تقدم کیحالت میں جائز بتلایا ہے مجھے انکے کفر اور اسلام سے اس جگہ بحث نہیں میں مانتا ہوں کہ علما نے انپر فتوی کا دیا ہے لیکن مولانا **کافر** اور مکفر میں آخر کچھ فرق بھی تو ہے، وہ کیا ہے یہی کہ **کافر واقعی اسلامی تعلیم** سے منکر ہوتا ہے اور مکفر اسلامی تعلیم سے خود انکار نہیں کرتا بالما ٰلا اوسکو لازم آتا ہے یا الزام کیا جاتا ہے پس آجکل کے **فرقہا ئے مکفرہ** کیسے ہی بداعتقاد ہیں مگر جب نماز پڑھینگے تو اوسکو فرض جانکر ہی پڑھینگے پس انکے کام میں ہماری شرکت او نسے ہوسکتی ہے "" مورخہ ۱۰ اپریل۔

اس تحریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ ایسے کافرونکی اقتدا جائز ہے جنکے کفر پر علما کا فتوی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر اس سے یعنی مرزا کی اقتدا سے انکار کرتے ہیں چنانچہ مورخہ ۱۷ اپریل میں لکھتے ہیں

(۲) میں نے **مرزا قادیانی** کے پیچھے جواز اقتدا کا فتوی نہیں دیا ہے اور نہ دیتا ہوں اسلئے کہ میرے وجدان میں وہ خدا کو ہی نہیں مانتا (واللہ حسیبہ) تو نماز کو فرض کیا جانتا ہوگا بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل وہ ظاہر اکرتا ہے محض ابلہ فریبی سے کرتا ہے ورنہ

دراصل وہ دہریہ ہے کیونکہ جس قسم کے الہامات اور واردات واہیات مرزا کے خدا کی طرف وہ نسبت کرتا ہے انکی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو نہ مانتا ہو مگر ذرا شرم وحیا رکھتا ہو وہ بھی اس قسم کی باتوں کو ظاہر نہ کریگا (اسکی مثال اور اسپر بحث کرنیکا یہ موقع نہیں) پس جناب کو اس میں دہوکہ ہوا ہے کہ مرزا کو برابر پیش کرتے ہیں میں نے مرزا کی اقتدا نہیں مرزائیوں کی لکھی تھی جو غلط فہمی یا ہٹ دھرمی سے مرزا کے ساتھ ہیں مگر احکام قرآن کے تسلیم کے مدعی ہیں ہاں اگر کسی دلیل یا قرینہ سے مرزا کی نسبت مجھے یہ باور ہو جائیگا کہ وہ اسلام کا دل سے معترف ہے اور خدا کو مانتا ہے تو میں اسکو بھی اسی حکم میں رکھونگا جسکی وجہ نمبر دوم میں ملیگی

(۲) میرے نزدیک امامت کیلئے اسلام شرط ہے جب ہی تو میں نے یہ قید لگائی تھی کہ نیت ادا ارکان کی رکھتا ہو شاید آپنے اس قید کو بغور ملاحظہ نہیں فرمایا - ہاں اسلام دو قسم کا ہے ایک ادعائی اور ایک حقیقی - حقیقی تو یہ کہ خدا کے نزدیک بھی اسپر آثار قبولیت نجات وعدہ مرتب ہوں - ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بد صحبت یا ہوائے نفس سے بعض مسائل اور اعتقادات میں یہانتک بڑھگیا ہو کہ بعض وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جاسکتا ہو مگر وہ خود کفر اور شرک کا ملتزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور مقالات پر قرآن شریف ہی سے استدلال لاتا ہو - مگر تاویل غلط کرتا ہو - لیکن جو کچھ کہتا ہو خدا کی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بھی ادعائی اسلام موجود ہے پس میرے اور انکے مسالک میں یہی بیّن فرق ہے کہ آپ امامت کے لئے **حقیقی اسلام** کی شرط لگاتے ہیں - میں **ادعائی** اسلام کو بھی کافی جانتا ہوں۔ مورخہ ۔۔۔

(۳) تحریر سے کسقدر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کیسا کیسا جلد رنگ بدلتے ہیں کہاں تو وہ فتوی تہا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑہو اور اب یہ فتوی ہو رہا ہے کہ مرزائی کے پیچھے فتوی دیا خود مرزا کے نسبت - بھلا اسکو کون سمجھ سکتا ہے کہ اہلسنت کے پیچھے نماز جائز ہے مگر حضرت ابوبکر کے پیچھے نہیں جائز ہے - معتزلہ کے پیچھے جائز ہے مگر

واصل بن عطا کے پیچھے نماز جائز ہے۔

آپ جب خود بتصریح تمام لکھتے ہیں کہ "میں ادعائی اسلام کو بھی کافی جانتا ہوں"
تو کیا آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا مدعی اسلام نہیں ہے۔

اگر آپ اپنے وجدان سے حکم لگاتے ہیں تو صریح مخالفت قرآن لازم آتی ہے ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا

اور اگر اس سے انکار کیجئے کہ وہ مدعی اسلام ہے تو خود آپکا قول آپکا مکذب ہے "بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل ظاہر کرتا ہے محض ابلہ فریبی ہے" جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اسکو ظاہرا احکام اسلام کا پابند جانتے ہیں۔

ادعائی اسلام کی بھی آپ خود ہی تشریح کرتے ہیں "ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بد صحبت یا ہوائے نفس سے بعض مسائل اور اعتقادات میں۔ یہانتک بگڑ گیا ہو کہ بعض وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جاسکتا ہو۔ مگر وہ شرک کا ملزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور مقالات پر قرآن شریف سے استدلال لاتا ہو گو تاویل غلط کرتا ہو۔ لیکن جو کچھ کہتا ہو خدائی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بھی ادعائی اسلام موجود ہے"

تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے مرزا بذات خاص اس تعریف سے خارج ہے جو آپ انکو خارج کرتے ہیں۔ لیجئے اب اسکا ثبوت کہ آپنے خود مرزا صاحب کی اقتدا کا بھی فتوی دیا ہے موزخہ ۲۰ مارچ میں آپ لکھتے ہیں "پھر وہ میرانی سے سمجھ اور میری تحریر دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیوں کا ایسا مخالف ہے کہ مرزا کے ساتھ اسکی جابجا زبردباری لگی ہوئی ہے وہ بھی انکے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی دیتا ہے"

دیکھئے کس صراحت سے آپنے مرزا اور مرزائیوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی نقل کیا ہے اور اسکے جواب میں لکھا ہے "کہ جو از اقتدا سے نہ میں انکے اعتقادات کا مصحح ہوں۔ نہ انکے فتوی میں تخفیف آتی ہے"

آخر انکے کا مشار الیہ کون ہے کیا مرزا اور مرزائی دونوں نہیں ہیں فاعتبروا یا

یا اولی الابصار۔

مولوی صاحب نے جو یہاں مرزا صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہے۔ اوسکی وجہ غالباً یہ ہو کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی تحریر مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۸ مئی میں رقمطراز ہیں۔

یہ مضمون درحقیقت تو کرشن ثانی مسیلمہ زمانی مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ ما یستحقہ) کی تائید اور اسکو لائق امامت بنا کر اس کے اسلام و ایمان کی تصدیق کے لیئے لکھا گیا ہے مگر راقم مذکور نے اپنے دام افتادہ احمقوں میں سے کوئی نہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا۔ انکو سیدھا کرنے کے لیے شروع مضمون میں مرزا کو بھی اپنا مخالف مخاطب بنا کر اس الزام کا مورد ٹھہرایا ہے کہ اوس نے بھی اپنے پیروؤں کو بھی فتوی دیدیا ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی پیچھے نماز نہ پڑہیں، تا کہ احمق اور بے علم اہلحدیث اور مرزا کے شائقین اسکے اخبار کے ناظرین یہ سمجھیں کہ یہ مضمون مرزا کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اور اسوجہ سے اسکے اخبار کے خریدارونکی تعداد بڑہا دیں اور روپیہ ادہر فلوس برسا دیں اور ایڈیٹر کا کیسہ بہر دیں جو اپنے ہر ایک کارنامہ میں مصرعہ این از پے آنست کہ زر میطلبی۔ کا مصداق بن رہا ہے مگر دانا اہلحدیث بہی (بے علم ہی کیوں نہ ہوں) تمام مضمونکو پڑہکر یا سنکر سمجھ جاینگے اور یہ کہ اوٹھینگے ۵

بہر رنگیکہ آئی می شناسم بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

اور صاف کہینگے کہ جب اس مضمون میں مرزا وغیرہ ملحدین کے پیچھے نماز پڑہنے کو جائز کیا گیا ہے تو پہر یہ الزام حقیقۃ اور در پردہ مرزا کے حق میں ایک انعام ہے اور اسکا مطلب اور دوسرا پیرایہ و عنوان یہ ہے

مرزا صاحب میں تو آپکی امامت کو صحیح و جائز بتا کر آپ کو مسلمانوں میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے پیروؤں کو اقتدا مسلمانوں سے منع کر کے مسلمانوں سے علیحدہ کیوں

۵ حاشیہ ایڈیٹر صاحب اس جہوٹ کا وہی جواب ہے جو قرآن میں ہے جس میں لکہا ہوا ہے [illegible]

ہوتے ہیں۔ آپ ذرا صبر و تحمل کو کام میں لاویں اور میری حکمت عملی اور گہری پالیسی کو باریک نگاہ سے دیکھتے رہیں میں کس حکمت سے مسلمانوں کو آپ کے ساتھ ملا دیتا ہوں"

یہ عبارت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جو آپکے اوستاد اور امام ہیں صاف بتا رہی ہے کہ اس مسئلہ کی چھیڑ چھاڑ کس غرض سے کی گئی ہے۔ مگر تعجب ہے جب مولوی صاحب بٹالوی نے یہ لکھا کہ اس غرض سے یہ تحریر لکھی گئی ہے کہ مرزا کو مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر دیں۔ تو آپنے اسکو جھوٹ کس بنا و قرار دیا اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو کیوں یاد دلایا۔ اب دیکھیے یہ لعنت کدہر جاتی ہے کیونکہ مینے بتصریح صریح ثابت کر دیا کہ اب صرف مرزائیوں کی امامت کے نہیں قائل ہیں بلکہ مرزا کو بھی اسی حکم میں بتصریح داخل کر رہے ہیں۔

میں مولوی محمد حسین صاحب کی تکذیب تو نہیں کر سکتا۔ اہل البیت ابصر بما فی البیت اڈیٹر صاحب کے ذاتی حالات سے وہ زیادہ واقف ہونگے۔ مگر میرا قیاس یہ ہے کہ جونکہ اخبار الفقہ میں چند مضمون نہایت مدلل اور مفصل اسکے بابت شایع ہوئے ہیں کہ وہابیوں کی اقتدا نہ کرنی چاہیے وہ کافر ہیں منافق ہیں اسلئے اڈیٹر اہلحدیث نے بحث چھیڑی کہ جب کافروں تک کی اقتدا مذہب اہلسنت میں جائز ہے تو وہابی کیا وہ نسے بھی گئے گذرے ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب نے اس وجہ کو نہ بیان کیا کیونکہ علاً مشترک ہے بہرحال اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو اپنے وجدان سے مرزا صاحب پر بہت کچھ الزام لگائے ہیں اوسکا جواب خود ہی دیتے ہیں چنانچہ پہلے مولوی ابو داؤد محمد عبداللہ صاحب کی عبارت حسب ذیل لکھتے ہیں "ابی عاکفین تماثیل قادیانی سے تو یہی فقینگے تشہد میں اشہدان مرزا رسول اللہ کہتے ہوں دریں حالت کون مسلمان انکا مقتدی ہونا گوارا کر سکتا ہے" مورخہ ۲۲ مئی

اسکے جواب میں خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کیا یہی شبہ شیعوں پر نہیں ہوسکتا کہ بعد درود کے دعا میں اصحاب ثلثہ پر لعنت کرتے ہوں۔ مولانا ایسے امور اولی الارکان میں داخل نہیں اور اگر ہیں بھی تو ہم اپنے علم کے مکلف ہیں نہ کہ عدم علم کے کیا مسجد کا

جاہل ملانمازیوں کی بے خبری میں بے وضو نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز میں خلل آئیگا
تو بس یہاں بھی وہی جواب ہے ایسے سوالات کی بنا توہمات ہے ،،
تو اب آپ ہی فرمائیے وجدانیات سے کیا کیا کام چل سکتا ہے کیسکے دل کا حال
کوئی کیا جانتا ہے ظاہری افعال پر مدار ہے ۔اڈیٹر صاحب یہاں تو جناب مولوی محمد حسین
صاحب بٹالوی پر بہت ناراض ہوئے مگر پھر ۲۲ مئی میں رنگ بدل دیا لکھتے ہیں ۔
واضح رہے کہ حقیقی اسلام جسکی اقتدا کی صورت میں ۔میں عدم ضرورت کا قائل ہوں وہ
نہیں جو نفاق کے مقابلہ میں ہے اور ادعائی اسلام وہ نہیں جو منافقوں میں ہوتا ہے
مبادا آپ اعتراض کریں کہ تمہارے کہنے پر منافق کے پیچھے بھی اقتدا درست ہے ۔ہرگز نہیں
بلکہ مراد حقیقی اسلام سے جیسا کہ میں پہلے بھی کئی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہوں یہ ہے کہ حسب
تعلیم کتاب وسنت اعتقادات صحیحہ ہوں اور ادعائی اسلام سے مراد یہ ہے کہ دل کر
تو اسلام کو صحیح جانتا ہے مگر بوجہ تاویل یا غلط فہمی کے بعض اعتقادات ایسے
رکھتا ہو کہ ان پر کفر لازم آتا ہے مگر وہ خود کفر کو مستلزم نہیں ہے ۔بس مرزائی ہوں یا نیچری
شیعہ ہوں یا خارجی اگر وہ نماز کو خالص رضاء الٰہی کے حاصل کرنیکے لئے پڑھیں گے تو اونکی
نماز کا وجود شرعی ہو جائیگا پھر اگر ان کی بد اعتقادی کی وجہ سے درجۂ قبولیت کو نہ
پہونچے گی تو اسکا اثر مقتدی تک نہ پہونچیگا یہی موضوع ہماری بحث کا ہے ،،
اس تحریر نے صاف کردیا کہ پھر آپ مرزا اور مرزائی کی اقتدا کو جائز سمجھتے ہیں اور کسیطرح
اونمیں اور اہلسنت یا اہلحدیث میں فرق نہیں سمجھتے ۔
مگر یہاں آپنے تیسری شاخ نکالی کہ منافق کو مدعی اسلام سے علیحدہ کیا پہلے تو خود مرزا
کو مستثنیٰ کیا تہا ۔اور اب منافق کو بہی علیحدہ کرتے ہیں ۔مگر یہ نہ معلوم ہوا اسکی کیا وجہ ہے
کیونکہ اوّلاً نفاق تو ایسی چیز ہے جسکا علم ہونا دشوار اور جب صدر اول میں اسکا علم
نہو سکتا تہا تو اب کیونکر ہوگا اور بعد علم آخر اونکے اخراج پر کیا دلیل ہے کیا وہ مدعی اسلام
نہیں ہیں ۔
خلاصہ اس تحریر کا یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہاں صرف کلمہ شہادتین کا زبان

پر جاری کرنا خواہ ویسے معتقد ہو یا نہو۔ کافی ہے اس امر کیلئے کہ اوسکے پیچھے نماز پڑہ لی جائے پڑہنے والے کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ امام کی نماز فاسد ہو۔

تو اس تقریر سے حضرت ابوبکرؓ کی وہ فضیلت جو حدیث موضوع امامت نماز سے ثابت کی جاتی ہے سب ہوا ہوگئی کیونکہ جب امام کو ایمان کی ضرورت نہیں تو اوسکا ایمان کہاں ثابت ہوا اور جب اس سے ایمان نہ ثابت ہوا تو خلافت کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وہ تو فرع ایمان ہے۔

دوسرا امر جو اس تحریر سے ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی عدم قبولیت نماز کا ذکر حدیثوں میں ہے اونکے ساتھ بھی اقتدا انکے نزدیک جائز ہے چنانچہ اوسکی تفصیل یوں لکھتے ہیں

(۱) بموجب حدیث شریف بدعتی کی نماز قبول نہیں۔

(۲) مسلمان جو آپس میں لڑتے ہوں انکی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۳) جس شخص کی امامت پر مقتدی بوجہ شرعی ناراض ہوں اسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۴) جسکا لباس باوجود پاک صاف ہونے کے حرام کمائی سے ہو اس کی نماز بھی قبول نہیں

(۵) غلام جو مالک سے بھاگا ہوا وسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۶) ماں باپ کے بے فرمان کی نماز قبول نہیں ہوتی

غرض اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی افراد ایسی ہیں کہ انکی نمازیں باوجود صحیح ہونے کے قبول نہیں ہوتیں مگر انکے پیچھے پڑھنے والے کی ہوجاتی ہیں موجہ اب یہ مذہب اہلحدیث ہے اور یہ اونکا عقیدہ کہ حدیثوں میں تو یہ ہے کہ اونکی نماز قبول نہیں صحیح نہیں مگر اہلحدیث کے نزدیک اونکی اقتدا جائز ہے۔

پھر بتائے یہ مذہب کونسا ہوگا کہ دعوی کریں عمل بالحدیث کا اور عمل ہو اوسکے سراسر خلاف کہ حضرت تو فرمائیں اس شخص کی نماز صحیح نہیں مگر اہلحدیث کی یہ زبردستی ہے کہ چلو اونکے پیچھے نماز پڑہ لو قبول نہو تو ہماری بلا سے۔ اگر دنیا میں کوئی بھی ایماندار ہوگا تو وہ سمجھے گا یہ کس قسم کی مخالفت رسول ہے اور اسپر دعوائے عمل بالحدیث ؟

دلائل اس دعوی پر مولوی صاحب نے جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں

۔۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب تجویز کیا ہے جسکا نام باب المفتون و المبتدع - اس میں وہ حضرت حسن بصری کا قول لائے ہیں کہ صل و علیہ بدعتہ یعنی بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لیا کر اسکی بدعت اوسکی گردن پر ہے تمہیں تو نہیں لگ جائیگی - امیر المومنین حضرت عثمان رضہ سے محاصرہ کی حالت میں پوچھا گیا کہ باغی لوگ نماز پڑھاتے ہیں اور ہم انکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں حرج سمجھتے ہیں امیر المومنین نے فرمایا الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم یعنی نماز سب لوگوں کے سب کاموں سے اچھا کام ہے پس جب وہ اچھا کام کریں تو انکے ساتھ رہو اور جب کوئی برا کام کریں تو اونکی برائی سے دور رہو حضرت حسن بصری اور امیر المومنین حضرت عثمان کے ان قول سے ہمارے دعویٰ کی دو طرح تائید ہوتی ہے ایک ایک تو یہ کہ بدعتی اور باغی کے پیچھے نماز جائز ہے بالاتفاق انکی اپنی نماز قبول نہیں دوم یہ کہ مقتدی انکے پیچھے نماز پڑھنے سے بوجہ شرعی کراہیت کرتے تھے اسلئے بھی بموجب صورت دوم انکی نماز قبول نہوگی تاہم حضرت نے انکی اقتدا کا حکم فرمایا ۱۲ رحمت

بس یہی ایک دلیل ہے کہ امام بخاری نے ایک باب اسکے لئے تجویز کیا ہے جسمیں حضرت عثمان اور حضرت حسن بصری کا قول لائے ہیں نہ کوئی رسول اللہ کی حدیث صحیح ہے نہ قرآن کی آیت جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اصل میں اہل بخاری ہے نہ اہل حدیث کیونکہ حدیث تو قول رسول کو کہتے ہیں وہ ایک بھی نہیں مزہ یہ ہے کہ بالاتفاق اہلحدیث ثابت ہے کہ قول صحابی حجت شرعی نہیں تو پھر صرف قول عثمان سے جو صحابی ہیں اور قول حسن بصری سے جو تابعی ہیں کیونکر یہ مسئلہ معرکہ آرا طے کر دیا جا سکتا ہے -

ہاں ایک تیسری دلیل کی طرف بھی اڈیٹر صاحب نے اشارہ کیا ہے اگرچہ اوسکو دلیل نہیں بنایا - مگر وہ بھی قابل قدر ہے لکھتے ہیں دو اس موقع پر مجھے حافظ ابن حزم کا کلام بھی یاد آیا جو انہوں نے مسئلہ امامت کے متعلق عام قاعدہ کے طور پر فرمایا ہے - حافظ ممدوح ملل و النحل میں یہ لکھکر کہ تمام صحابہ تمام تابعین اور تمام فقہا فاسق فاجر کے پیچھے

نماز پڑھنے کے قائل تھے فرماتے ہیں -
ثم ما تاخر احد من الصحابة الذین
ادرکوا المختار بن عبید والحجاج
وعبید الله بن زیاد وحبیش
بن دلجہ وغیرھم عن الصلوۃ
خلفھم وھولاء افسق الفساق
واما المختار فکان متھما فی دینہ
ومظنونا بالکفر جلد ۴ ص ۱۸۶

کہ صحابہ میں جس جس نے مختار بن عبید
حجاج - ابن زیاد (قاتل امام حسین)
اور حبیش بن دلجہ وغیرہ کو پایا تھا وہ
انکے پیچھے نماز پڑھنے سے نہ رکے تھے -
حالانکہ یہ لوگ تمام دنیا کے فاسقوں سے
بدترین فاسق تھے اور مختار پر تو کفر کا
بھی اتہام تھا -

یہ کہکر عام قاعدہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالی فرماتا ہے - اسکی طرف سے پکارنے والے کی

قال ثم اجیبوا داعی الله فوجب
بذلک ضرورۃ ان کل داع دعا
الی خیر من صلوۃ او حج او جہاد
او تعاون علی بر و تقوی فرض
اجابتہ وعمل ذلک الخیر معہ
بقولہ ثم تعاونوا علی البر و
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان وان کل داع الی
شر فلا یجوز اجابتہ بل فرض دفاعہ
ص ۱۸۶

بات ماننی بس ضرور ہے کہ جو کوئی کسی نیک
کام کی طرف بلائے نماز ہو یا حج - جہاد ہو
یا کوئی اور نیک کام تو اسکی پیروی بھی
فرض ہے - کیونکہ خدا فرماتا ہے نیک کاموں
میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور جو
کوئی بُرے کام کی طرف بلاوے اوسکی پیروی
نہ چاہئے بلکہ اوسکا روکنا فرض ہے -
حافظ ممدوح کے اس عام قاعدہ
کو دیکھئے جو انہوں نے مسئلہ اقتدا میں لکھا ہے
اس عام قاعدے کا مفاد صاف ہے کہ نماز

چونکہ ایک نیک کام ہے جو کوئی امامت کرے انکے ساتھ پڑھ لینی چاہئے اس کے باقی افعال
کو ہرگز نہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا یہ عام قاعدہ ہمارے دعوی کا
بہت بڑا موید ہے صفحہ ۴ مورخہ ۱۳ مارچ -

حافظ ابن حزم کے قول میں اجیبوا داعی الله سے استدلال کیا گیا ہے جسکو کسی قسم

کی خصوصیت نماز سے نہیں نہ وہ کسیطرح اس مادہ میں آسکتا ہے کیونکہ نہ یہاں دعوی ہے
نہ داعی وہ اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ نہ حکم تعاونوا علی البر والتقوی میں آسکتا ہے
کیونکہ معاونت کا حکم اوسی موقع پر ہے جسمیں معاونت کی ضرورت ہے مثل جہاد وغیرہ کے
ورنہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جائے تو اوسکے ساتھ ہمکو بھی حج کو جانا واجب ہو اگرچہ
استطاعت نہو ولا یقول بہ احد۔

دوسری دلیل اسمیں وہی عمل صحابہ ہے کہ فاسقین کی اقتدا کرتے تھے اگرچہ وہ کافر
ہی کیوں نہو جیسا کہ مختار متہم بہ کفر تھے (عیاذاً باللہ) مگر صحابہ اونکی اقتدا کرتے تھے
بس دلائل انکے ختم ہوئے جسکی تفصیل آیندہ بھی کی جائیگی اسکے سوا اور کوئی
دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ جب قول صحابی حجت شرعی نہیں ہے
تو اونکا فعل کب اس قابل ہے۔

مخالفین کے دلائل جسقدر اہلحدیث میں شایع ہوئے اونمیں اگر کوئی دلیل قابل
وزن ہے تو صرف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی تحریر ہے مندرجہ ۲۴ اپریل
و یکم مئی اہلحدیث جسمیں اقوال فقہائے حنفیہ و اقوال علمائے شافعیہ و اقوال حنابلہ
سے اسکے خلاف ثابت کیا ہے جو بظاہر اگرچہ قوی ہے مگر مولوی ثناء اللہ نے اسطرح رد کر دیا۔
اس مضمون کو دیکھکر کون باور کر سکتا ہے کہ کسی اہل حدیث عالم اور محدث کا لکھا
ہوا ہے اشد اشد اہلحدیث کے اصول کہ ما انچہ نہ قال ہست و نہ قال الرسول ہے فضل بود
فضل محو اں اے فضول ہے ملحوظ رکھکر کون کہ سکتا ہے کہ مضمون مذکورہ اہلحدیث کے
ایک امام کا لکھا ہوگا۔ مجمل جواب اسکا یہ ہے کہ مولانا ان سب علما کو اب ایک قطار میں
کھڑا کر دیں تو میں انسب سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپلوگوں نے جو یہ حکم لگایا ہے اسکی
دلیل قرآن و حدیث سے کیا ہے، ۲۲ ربیع الاول

جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ اسمیں بھی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث بلکہ صرف علما کے
اقوال ہیں اور استدلال مولوی ثناء اللہ میں بھی نہ کوئی آیہ قرآنی ہے نہ حدیث بلکہ صرف
عثمان صحابی کا قول ہے یا حسن بصری تابعی کا یا چند صحابہ کا عمل تو فریقین سے کسی کے

کے پاس کوئی دلیل نہیں ٹھہری ۔

فرق ہے تو اسقدر کہ یہاں ایک صحابی و تابعی کا قول ہے ۔ جو حجت نہیں ۔ اور وہاں قول علما ہے جسکے معارض صدہا اقوال ہیں ۔

تجویز

فریقین کے دلائل دیکھکر وہ شخص تو رو پڑیگا جو مسلمان ہوگا اور اسلام کا طرفدار کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے حاکم حقیقی خداوند عالم ہے اور اوسکے احکام کے مفسر اور مبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۔ مگر دیکھئے تو دلیل میں نہ قول خدا لایا گیا ہے نہ قول رسول بلکہ صرف ایک حضرت عثمان صحابی کا قول جو خلیفہ بھی بنائے گئے تھے مگر بعد اسکے بہ اجماع صحابہ و تابعی واجب القتل قرار پائے ۔ پھر بتائیے یہ مذہب دنیاداروں کا ہے یا دیندار وں کا ہائے اب بھی اسلام لکھیرا مذہب بنایا جاتا ہے کہ جس دیوانہ ۔ مجنون ۔ شرابی ۔ بھنگ کش کو دیکھو اگرچہ وہ افسق الفاسقین ہو اور اکفر الکافرین اسکے پیچھے نماز پڑہ لو ۔ نہ معلوم یہ کیسی نماز ہوگی اور کیسی عبادت اور یہ مذہب کس لقب کا مستحق ہوگا

میں یہاں صرف ہدایت عوام کے لئے تین قسم کے دلائل پیش کرتا ہوں ۔ ایک قران دوسرے حدیث رسول اللہ ۔ تیسرے خود صحابہ کا طرز عمل

مگر واضح رہے کہ قسم ثالث یعنی عمل یا قول صحابہ بہ اتفاق فریقین حجت نہیں لہذا اسکی ضرورت نہ تھی ۔ لیکن محض اس غرض سے کہ حضرات اہلسنت کو عمل صحابہ زیادہ مرغوب ہے تبرعًا اوسکا بھی ذکر کرونگا اور بعدہ دلائل مخالفین پر بھی ایک نظر اجمالی ڈالونگا ۔

قسم اول آیات قرانی

بطلان امامت ظالمین میں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اونی تدبر کے بعد شبہ بھی نہیں رہتا کہ فاسقین و ظالمین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں ۔ مگر چونکہ خدا نے خود ان لوگونکی توصیف بیان کی ہے افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالہا کیا نہیں تدبر کرتے ہیں قران کو یا انکے دلونپر اسکی قفلیں لگی ہوئی ہیں اس وجہ سے فریقین سے ایک نئے

بھی آیہ قرآنی سے استدلال نہیں کیا۔
رسول اللہ نے متعدد و متواتر حدیثوں میں اسکی تصریح فرمائی کہ یہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سمعت النبی یقول یخرج فی ہذہ الامۃ ولم یقل منہا قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم یقرؤن القرآن لا یجاوز حلوقھم او حناجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ ص ۱۲۲
یہی باعث ہے کہ فریقین سے کسی نے قرآن کو سمجھا نہ اوس سے استدلال کیا۔ حالانکہ قرآنی فیصلہ ایسا ناطق ہے کہ پھر اوسکے بعد کسی فیصلہ کی حاجت نہیں رہتی۔
قرآنی فیصلہ کے لئے آخری اجازت اڈیٹر اہلحدیث یہ ہے "لیکن اس دعوی کیلئے کہ قائلین اسلام و معتقدین اعتقادات فاسدہ کے پیچھے نماز جائز نہیں، کوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ اگر آپ کو نہ ملے تو عموم آیا قرآینہ سے کام لیں جیسا کہ ابن حزم نے مثال بتلائی ہے اجیبوا داعی اللہ اور کونوا مع الصادقین مورخہ ۱۲ جون
پس مطابق اس اجازت عام کے میں چند آیتیں قرآن کی ایسی صریح اور واضح پیش کرتا ہوں کہ ایک اندھے کو بھی بطلان امامت فاسقین میں شک نہ رہے۔
(۱) سب سے پہلا آیہ جو تمامی اصول و فروع کو حاوی ہے اور تمامی احکام کی بنا و دین و دنیا کا ایسا جامع قانون ہے جسمیں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ آیہ کریمہ فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا انہ بما تعملون بصیر ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ اولیاء ثم لا تنصرون ہے۔ جس سے ہمکو ظالمین کی طرف میلان کی جملہ امور میں قطعی ممانعت ہے اور صورت خلاف میں وعید آتش جہنم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اقتدا کرنا نماز میں ظالم کے ساتھہ انتہا درجہ کا میلان ہے اوسکی طرف۔ پس کیونکر جائز ہوگا بلکہ ثابت ہوا کہ ایسا اقتدا کرنا موجب دخول نار ہے اعاذنا اللہ منہا
حاصل ترجمہ آیہ یہ ہے کہ نہ میل کرو اون لوگونکی طرف جنہوں نے ظلم کیا۔ پس مس کریگی تمکو آگ (جہنم کی)، اور نہیں ہے تملوگونکے لئے اولیا سوا اللہ کے پھر نہ مدد کئے جاؤگے تملوگ

پہلے اس آیہ کی عظمت ملاحظہ ہو تفسیر مدارک میں ہے عن الحسن جعل اللّٰہ الدین بین لائین ولا تطغوا ولا ترکنوا صفحہ ۳۵۲ جلد ۲

یعنی حسن بصری سے ہے کہ خدانے دین کو قرار دیا ہے درمیان دو لاکے ایک لا تطغوا اور دوسرے لا ترکنوا جس سے معلوم ہوا دین کے تمامی احکام جسمیں نماز اور امامت جماعت بھی داخل ہے۔ ان دونوں لاؤں کے اندر داخل ہیں اور تفسیر کبیر فخرالدین رازی میں ہے

اعلم ان ھذہ الآیۃ اصل عظیم فی الشریعۃ وذلک لان القران لما ورد بالامر باعمال الوضوء مرتبۃ فی اللفظ وجب اعتبار الترتیب فیھا بقولہ فاستقم کما امرت ص ۱۴۱ جلد ۵

یعنی جان رکھو کہ یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں کیونکہ جب قرآن میں مثلاً حکم وارد ہوا ساتھ اعمال وضو کے مرتب لفظ میں تو ضرور ہوا اعتبار ترتیب اوسمیں کیونکہ خدا فرماتا ہے فاستقم کما امرت

پس جب یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں اور اوسکے الفاظ کی رعایت ضروری ہے اور تمامی احکام دین ان دونوں لاؤں میں داخل ہے۔ تو اسکی رعایت نہ کرنا اور اسکی مخالفت کرنا بھی مخالفت الہی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے ویجب الاحتیاط فی المسائل الاجتہادیۃ وفی القیاسات وکذا فی الاخلاق والملکات وفی کل ما لہ طرفا افراط وتفریط فھما مذمومات والمحمود ھو الوسط وھو الصراط المستقیم المامور بالاستقامۃ والثبات علیہ ولا ریب ان معرفتہ صعبۃ وبتقدیر معرفتہ فالعمل بہ والبقاء علیہ اصعب ولھذا قال ابن عباس ما نزلت علی رسول آیۃ فی القران اشد ولا اشق من ھذہ حتی ان الصحابۃ قالوا واللہ لقد اسرع فیک الشیب فقال م شیبتنی ھود اعنی ھذہ الآیۃ منھا ثم لما کان لقرین السوء مدخل عظیم فی تغییر العقاید وتبدیل الاخلاق نھی عن مخالطۃ من صنع الشیء فی غیر موضعہ فقال لا ترکنوا ای لا تمیلوا بالمحبۃ و

والھوی الی الذین ظلموا فقال المحققون الرکون المنھی عنہ ھو الرضا بما علیہ الظلمۃ من الظلم وتحسین الطریقۃ وتزئینھا عند غیرھم ومشارکتھم فی شی من تلک الابواب فاما مداخلتھم لدفع ضرر واجتلاب منفعۃ عاجلۃ فغیر داخلۃ فی الرکون صہ۱۸ جلد ۲

فخر رازی کی جو تقریر ابھی مرقوم ہوئی اونکے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ترتیب صرف وضو اور عدد رکعات ونصاب زکوۃ ہی میں نہیں واجب ہے بلکہ جمیع اوامر ونواہی میں اور واجب ہے احتیاط مسائل اجتہادیہ میں اور قیاسات میں - اور اسیطرح کل اخلاق وملکات میں جسمیں افراط وتفریط پایا جائے کیونکہ وہ دو نو مذموم ہے - محمود صرف وہی امر اوسط ہے جو صراط مستقیم ہے جسپر ہم مامور ہیں کہ استقامہ کریں - اور ثبات اور نہیں شک ہے اسمیں کہ معرفت اوسکی دشوار ہے - اور در صورت حصول معرفت اوسپر عمل اور بقا زیادہ سخت ہے - اسی لئے کہا ہے حضرت ابن عباس نے کہ نہیں نازل ہوا رسول اللہ پر کوئی آیہ قرآن کا جو اس سے زیادہ شدید اور شاق ہو - یہانتک کہ صحابہ نے کہا یا حضرت آپ میں بڑھاپے کا اثر بہت جلد آیا - تو حضرت نے فرمایا بوڑھا کر دیا مجھے سورہ ہود نے یعنی اسی آیہ نے اور چونکہ ہمنشین بد کو پورا اثر ہے تغیر عقاید اور تبدیل اخلاق میں اسلئے خداوند عالم نے ممانعت کی ایسے اشخاص کے مخالطت سے جو وضع کرتے ہیں کسی شی کو اوسکے غیر محل میں پس فرمایا ولا ترکنوا الی الذین ظلموا یعنی نہ میل کرو ساتھہ محبت اور خواہش کے اون لوگوں سے کہ ظلم کیا ہے - اونہوں نے کہا ہے محققین نے کہ رکون منہی عنہ وہی رضا ہے ظالموں کے افعال پر جو ظلم ہیں اور اونکے طریقہ کو خوب قرار دینا اور زینت دینا غیر ونکے سامنے اور کسی امر میں اونکی مشارکت کرنا - رہی وہ شرکت جو بغرض دفع ضرر ہو یا جلب نفع عاجل تو وہ اسمیں نہیں داخل ہے کہ اوسکو رکون کہہ سکیں ۔

اس تقریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ یہ آیہ اشد آیات سے ہے جسنے حضرت کو بوڑھا کر دیا - تو اس سے سرسری طور سے گذرجانا اور مطلق التفات نہ کرنا شان اسلام کے خلاف ہے -

اور جب مخالفت ظالمین کسی نوع سے ہو موجب تخریب اخلاق و عادات و عقائد ہے اور
اسیوجہ سے اوسکی ممانعت صریح کی گئی ہے تو ایسونکی اقتدا نماز میں اور اونکو امام بنانا اور
اونکا اتباع کرنا ارکان صلوۃ میں جو عمود دین سے ہے نہ صرف مخالفت آیہ مذکورہ ہے
بلکہ اونکی اعانت کرنا ہے ظلم میں کیونکہ اس طریقہ سے اونکے افعال کی تحسین ہوتی ہے
اور زینت دنیا غیرونکے نزدیک کہ اوسمیں مشارکت کریں۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباسؓ ولا تمیلوا والرکون ھو المحبۃ والمیل بالقلب قال ابو العالیہ لا ترضوا باعمالھم قال السدی ولا تداھنوا الظلمۃ عن عکرمہ لا تطیعوھم وقیل لا تسکنوا الی الذین ظلموا ص ۶۳۳

کہا ابن عباس نے کہ نہ میل کرو۔ رکون وہی محبت ہے اور میل بقلب کہا ابو العالیہ نے
کہ نہ راضی ہو اونکے اعمال پر۔ کہا سدی نے کہ نہ مداہنہ کرو ظالمونسے عکرمہ سے ہے کہ کہا
نہ اطاعت کرو اونکی۔ اور کہا گیا ہے کہ نہ سکون کرو اونلوگونکی طرف جنہونے ظلم کیا ہے
اب اس سے بڑھکر کونسا حکم صریح ہوگا اور اس سے زیادہ کون امر واضح ہوگا کہ
خداوند عالم نے نہی صریح فرمائی ہے اس سے کہ ظالم کی طرف رکون کریں۔ یا میل یا محبت
یا اونکے اعمال پر راضی ہوں۔ جس سے قطعی ممانعت ظاہر ہے اونکی اقتدا فی الصلوۃ سے
کیونکہ اقتدا کرنے کو میل بھی لازم ہے۔ محبت بھی ضروری ہے رضا بھی ضروری ہے کہ
کہ اونکو امام ہی بنا رہے ہیں۔ مداہنہ بھی لازم ہے اطاعت بھی لازم ہے سکون بھی لازم ہے
اس آیہ کریمہ نے صرف نہی صریح ہی نہیں کی جو کافی ہے ترک اقتدا کے لئے بلکہ یہ بھی فرمایا
فتمسکم النار کہ اگر اسکی مخالفت کرے گے اور ظالمونکی طرف میل یا مداہنہ کرے گے تو آتش جہنم
میں ضرور داخل ہونگے۔

اب جو لوگ اسکی اجازت دیتے ہیں کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا جائز ہے اونکو سمجھ رکھنا
چاہئے کہ وہ صرف ایک امر منہی عنہ کی نہیں ترغیب دیتے ہیں بلکہ صریحی مخالفت خدا و رسول
پر آمادہ کرتے ہیں جسکے لئے اصدق الصادقین نے عذاب جہنم کا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے قال اہل التحقیق الرکون المیل الیسیر وقولہ الی الذین ظلموا ای الذین صدر منہم الظلم لیدل علی ان قلیلا من المیل الی من حدث منہ شیئ من الظلم یوجب ھذہ العقاب واذا کان ھذا حال من رکن الی من ظلم فکیف یکون حال الظالم فی نفسہ عن رسول اللہ من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ ص ۸۲

کہا اہل تحقیق نے کہ رکون کہتے ہیں میل یسیر کو (قلیل میلان کو) اور الی الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنسے کسیطرح کا ظلم صادر ہو۔ تاکہ دلالت کرے اسپر کہ فی الجملہ بھی میل کرنا اونکی طرف جن سے کسی قسم کا ظلم سرزد ہو۔ اس عقاب کا مستوجب ہے۔ اور جب فی الجملہ میلان کا یہ نتیجہ ہے تو اصل ظالم کا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص دعا کرے ظالم کیلئے بقا۔ وہ دوست رکھتا ہے اسکو کہ خدا کی معصیت کی جائے زمین میں۔ اب مجوزین اقتدائے فاسقین وظالمین غور کریں کہ اس آیہ کریمہ نے کسطرح قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ اقتدائے فاسق وظالم جائز نہیں کیونکہ رکون کے معنی میل کلی نہیں ہے کہ پوری محبت ہو بلکہ فی الجملہ میلان بھی اسمیں داخل ہے۔ اور الی الذین ظلموا نے اسکی تصریح کردی کہ اوسکو پورا ظالم ہونا لازم نہیں ہے کہ ہر وقت وہ ظلم ہی کرتا ہو یا ہر فعل اوسکا ظلم ہی ہو۔ بلکہ اگر کسی قسم کا ظلم اوس نے کیا ہوگا اور کچھ بھی اودھر میلان ہوگا تو اس حکم میں داخل ہوگا تو اب اسکی اجازت دینا کہ فاسق وفاجر کی اقتدا کرو اور اونکو اپنا امام بناؤ کیسی صریح مخالفت ہے خدا کی۔

اسکے بعد آیہ واقم الصلوۃ میں بھی اسیطرف اشارہ ہے کہ تم نماز انہیں احکام وقواعد کے مطابق قایم کرو نہ یہ کہ فاسق وفاجر کو امام بنا کر جو مطابق آیہ ولا ترکنوا بالکل منہی عنہ ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی دلیل حقیت مذہب شیعہ ہو سکتی ہے کہ قدیم الایام سے اونکے یہاں امام میں عدالت شرط ہے۔

(۲) آیہ یوم ندعوا کل اناس بامامہم بتارہا ہے کہ ہر شخص کی پکار اوس کے

امام سے ہوگی۔ اور امام کا لفظ بنا بر قول مفسرین سینہ تمام ہے۔ پس امام جماعت اگر فاسق و فاجر ہوگا تو اوسکا گروہ اسی امام سے پکارا جائیگا اور بروز قیامت علی روس الاشہاد فضیحت ہوگا۔

(۳) افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون سورہ سجدہ نص صریح ہے کہ مومن فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ پس اگر دونو کی نماز صحیح اور مقبول ہو تو مساوات لازم آتی ہے جو تکذیب صریح قران ہے۔

(۴) آیہ قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا و ضلوا عن سواء السبیل سورہ مائدہ صریح ہے اسمیں کہ جو لوگ گمراہ ہیں اونکی کسی خواہش کی پیروی نہ کرنی چاہئے اور چونکہ اقتدا فی الصلوۃ بھی پیروی ہے۔ لہذا عموم منع میں داخل ہوگی۔ پھر اونکی اقتدا کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔

(۵) آیہ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا سورہ کہف

صریح ہے کہ جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہیں اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اونکی کسیطرح اطاعت جائز نہیں ہے پھر اقتدا اونکی نماز میں کیونکر جائز ہوگی جسمیں اطاعت امام ضروری ہے اور یہ اطاعت بہ نص صریح قران منہی عنہ ہے۔

(۶) آیہ فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم سورہ نون

یہ آیت صریح ہے کہ مکذبین ہیں اونکی اطاعت جائز نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم اون سے مداہنہ سستی کرو تو وہ بھی تمسے مداہنہ کریں اور نہ ہر کثرت سے قسم کھانیوالے ذلیل کی اطاعت کرو جو بڑا طعنہ دینیوالا اور چغلی لئے پھرنے والا اور امر خیر کا منع کرنیوالا اور رتعدی کرنیوالا اور گنہگار ہے۔

پھر بتائیے کہ کسی فاسق کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ کیونکہ جب عام طور پر اطاعت

فساق منہی عنہ ہے تو نماز کے افعال و ارکان میں تو اور بھی منہی عنہ ہوگی کیونکہ۔ الصلوٰۃ عمود الدین۔ نماز عمود دین ہے۔

(۷) آیہ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ سورہ نسا صریح ہے اسمیں کہ اقتداء فاسق مشاقہ بارسول ہے اور اتباع غیر سبیل المومنین کیونکہ فاسق فاجر منافق۔ کا عمل سبیل المومنین نہیں کہلا سکتا تو جس نے اونکی اقتدا کی وہ حکم اتباع غیر سبیل مومنین میں آیا لہذا کسیطرح نہ اوسکی نماز صحیح ہوگی نہ مقبول اسیکو آیہ ولا تتبع سبیل المفسدین سورہ اعراف میں واضح کیا ہے کہ مفسدوں کا اتباع جائز نہیں۔

(۸) وما کنت متخذ المضلین عضدا سورہ کہف۔ بدیہی طور پر بتا رہا ہے کہ گمراہوں کو کسیطرح اپنا مددگار نہ بناؤ تو اونکو امام بنانا اور مقتدا کرنا کیونکر جائز ہوگا۔

(۹) آیہ رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سورہ مومنون۔ کس صراحت سے ہمکو ہدایت کرتا ہے کہ دعا کرو کہ خدا ہمکو قوم ظالمین میں نہ داخل کرے تو امام ظالم کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ اور کیا ایسی جماعت میں شریک ہونا جس کا امام ظالم ہو صریح مخالفت نہ ہوگی اس آیہ کی۔

(۱۰) آیہ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ و رسولہ و ماتوا و ھم فاسقون سورہ توبہ صریح ہے اس بارہ میں کہ منافق پر نماز نہ پڑھنا چاہئے حالانکہ نماز جنازہ درحقیقت نماز نہیں ہے بلکہ دعا ہے۔ پس جب اسکی نہی صریح وارد ہے کہ اون کیلئے دعا نہ کرنی چاہئے تو اون کے ساتھ نماز کیونکر درست ہوگی اور اونکو امام بنانا کب جائز ہوگا۔

اور چونکہ علت مخالفت صلوٰۃ علیہم یہی ہے انھم کفروا باللہ و رسولہ تو یہ علت جس میں پائی جائیگی وہ سب اس حکم میں داخل ہونگے۔

(۱۱) آیہ والذین اتخذ وا مسجدا ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المومنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون۔ سورہ توبہ

جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضرار اور کفر اور پھوٹ ڈالنے کو مومنوں میں اور رکمینگاہ اوسکے لئے جو لڑ رہا ہے خدا اور رسول سے اوسکے پہلے سے اور بہر آئینہ قسمیں کہا ئینگے کہ نہیں ارادہ کیا ہمنے اس سے مگر نیکی کا اور خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ سب کاذب ہیں۔

یہ آیہ ایسا صریح آیہ ہے کہ اسکے بعد پھر کسی دوسرے آیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ (۱) خدانے اونکی مسجد کو ضرارا اور کفرا اور تفریقاً سے مخاطب کیا کہ اونکی مسجد بغرض ضد اور ضرار اور از راہ کفر و تفریق ہے۔ تو نماز بھی منافقین کی اسی حکم میں داخل ہے کہ درحقیقت وہ نماز نہیں ہے بلکہ مومنین کا منہ چڑاتا ہے۔

(۲) خدانے اوس مسجد کے گرانے اور منہدم کرنیکا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی جماعت بھی اسی حکم میں ہے کہ اوسکو منہدم اور معدوم کرنا چاہئے تواب ابن حزم کا استدلال آیہ اجیبوا داعی اللہ سے بھی غلط ہوا کیونکہ یہاں مسجد بنی تھی اور جماعت کا سامان ہو رہا تہا اگر وہ اجیبوا داعی اللہ کے حکم میں داخل ہوتا تو حضرت کو اوسکے انہدام کا حکم نہوتا اور آیہ وتعاونوا علی البر والتقوی سے بھی خارج ہوا بلکہ آیہ وتعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوا تو عام منافقین کی جماعت بھی حکم اجیبوا داعی اللہ سے خارج اور آیہ لاتعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوگی یعنی اونکی مشارکت اور جماعت میں اونکے داخل ہونا مصداق تعاونوا علی الاثم والعدوان ہوگا۔

تیسرے یہ کہ وہ حلف کرینگے اسپر کہ ہمنے اس سے نیک کام کا ارادہ کیا صریح ہے اسمیں کہ منافقین کے اس قسم کے اعمال ان کے خیال میں اعمال حسنہ میں داخل ہے۔

مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ کاذب ہیں عموماً اور خصوصاً اس بارے میں کہ انہوں نے نیک کام کا ارادہ کیا تو اب جو لوگ انکی نماز کو نماز سمجھتے ہیں اور اونکی اقتدا

کو جائز جانتے ہیں درحقیقت خدا کی تکذیب کرتے ہیں کہ خدا تو اون کی اس حلف کو کاذب بتلاتا ہے یہ اس کام کو بغرض حسنہ کیا کاذب کہتا ہے اور یہ لوگ اوسکو حسنہ کہکر داخل آیہ تعاونوا علی البر والتقوی کرتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین الآیہ

جس سے معلوم ہوا کہ صرف منہ پھیرنا مشرق کیطرف (جو یہود و نصاری کا قبلہ ہے) حکم بر میں نہیں داخل ہے۔ بلکہ ایمان لانا چاہئے۔ تو اب منافقین کا محض قبلہ کیطرف منہ کرنا اور ارکان صلوۃ کو بجا لانا باوصف عدم ایمان کیونکر صحیح اور قابل اقتدا ہو سکتا ہے۔

یہ دونوں آیتیں اگرچہ منافقین سے متعلق ہیں۔ مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض ادعائی اسلام کو امامت کے لئے جائز سمجھا ہے جسمیں منافقین بھی داخل ہیں۔ لہذا یہ نہیں کہ سکتے کہ ان آیات سے استدلال نہیں صحیح ہو سکتا چنانچہ مورخہ ۳ر جمادی الثانی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی اسلام کا مدعی ہو اسکے پیچھے اقتدا درست ہے اسکی قبولیت یا عدم قبولیت خدا کے سپرد ہے "

(۱۲) آیہ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون صریح ہے اس بارے میں کہ مضلین عن سبیل اللہ کی اطاعت ممنوع ہے اور چونکہ اقتدا بھی اطاعت ہے لہذا یہ بھی ممنوع قرار پائیگی۔

(۱۳) آیہ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا (سورہ حجرات) صریح ہے اس بارے میں کہ فاسق کی خبر پر بھی اعتماد نہیں کر سکتے اور یہ وہ آیہ ہے جس سے احکام اخبار و شہادت میں کیا کیا دقت لیگئی ہے۔ تو پھر کون عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ خبر و شہادت میں تو انپر اعتماد نہ کیا جائے۔ اور نماز کے امام بنائے جائیں حالانکہ نماز عمود دین ہے

(۱۴) آیہ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ نحن اعلم بما تصفون سورہ مومنون

کا بہی یہی حکم ہے کہ بیدا کو دفع کریں ۔۔ نہ کہ اوسکی متابعت ۔ تو اب فاسقین و فاجرین کی اقتدا صریح مخالف ہے اس حکم صریح کی

(۱۵) آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا سورہ آل عمران صریحی حکم ہے اسمیں کہ حبل اللہ سے اعتصام وتمسک کیا جائے اور تفرق نہو ۔ پس اگر منافقین وفاسقین کا جن کی اقتدا جائز ہو تو مخالفت اس حکم کی لازم آتی ہے ۔ کیونکہ فاسق وفاجر کے ساتھ اقتدا کو کوئی اعتصام حبل اللہ نہیں کہہ سکتا جس کی اتباع کا حکم ہے ۔ اور نیز مخالفت لازم آتی

(۱۶) آیہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ) کی جو نص صریح ہے اسمیں کہ ہم کو صادقوں کے ساتھ رہنا چاہئے نہ کاذبوں کے ساتھ پس اگر فاسقین وفاجرین کی اقتدا کریں تو اس حکم صریحی قطعی کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ وہ کاذبین ہی ہیں ۔

اس آیہ نے سب ابہام اور ہر طرح کے اجمال کو کھول دیا کہ حبل اللہ سے مراد کون ہیں وہی صادقین اور انہی کے ساتھ رہنے کا حکم ہے نہ مضلین وضالین وظالمین کیساتھ ۔ پس اب غور کرو کہ قرآنی فیصلہ تمکو کیا ہدایت کرتا ہے فاسقین وفاجرین کی اقتدا کا یا مومنین صالحین عادلین صادقین کی اقتدا کا ۔

اس آیہ میں مخاطب مومنین ہیں اونکو حکم ہے تقوی کا اور اسکا کہ صادقین کی ہمراہی اختیار کریں جس سے معلوم ہوا کہ اگر صادقین کی معیت نہوگی تو تقوی ہی نہوگا اور کونوا مع الصادقین کی مخالفت بہی لازم آئیگی ۔

(۱۷) آیہ والمومنین والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم + نص صریح ہے اسمیں کہ مومنین کے ولی ۔ مومن ہیں نہ منافق ۔ پہر اونکی امامت واقتدا کو جائز کہنا صریحی مخالفت قران ہی

(۱۸) آیہ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصیکم بہ لعلکم تتقون سورہ مائدہ جب اتباع سبل مضلہ مطلقا

ممنوع ہے تو اقتداے مضلین اوسمیں داخل ہے پس جائز نہوگا۔

(۱۹) آیہ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون (سورہ مائدہ) نص صریح ہے اسمیں کہ مختلف جماعتیں جو جماعت حقہ سے علیحدہ علیحدہ قائم ہوں اون میں شرکت کسی طرح جائز نہیں پس اقتدا امام جماعت باطلہ سے کیونکر جائز ہوگا۔

(۲۰) تم غور کرو تو آیہ اجیبوا داعی اللہ جس سے ابن حزم نے استدلال کیا ہے اگر مسئلہ امامت و اقتدا پر دلالت کرتا ہے تو امامت امام عادل پر کیونکہ امام فاسق نہ داعی اللہ ہوسکتا ہے نہ اوسکی اقتدا و اتمام کا حکم ہوسکتا ہے۔

(۲۱) اسیطرح آیہ تعاونوا علی البر والتقوی اگر امامت و اقتدا سے متعلق ہوسکتا ہے تو امام متقی کی اقتدا سے نہ امام فاسق و فاجر کی اقتدا پر جو داخل ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہے۔

کیونکہ بظاہر اگرچہ وہ نماز پڑہتا ہے مگر بفحوای آیہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا ان کا یہ عمل صالح نہیں ہے بلکہ بفحواے واللہ یشہد انہم لکاذبون وہ لوگ کاذب اور دروغگو ہیں۔

حضرات اہل سنت اگر کوئی صاحب ایمان ہوگا تو بفحواے قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون ان آیات صریحہ پر ایمان لاکر اپنے اعمال کو خصوصاً نماز کو درست کرینگے اور فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سے بچینگے کیونکہ اقتدا فاسق کو دخول فی القوم الظالمین لازم ہے۔

ہمکو سخت تعجب ہے کہ فریقین نے ان آیات سے کیوں نہ استدلال کیا جو صریح ہیں اثبات مدعا ہیں مگر صدق رسول اللہ۔ یقرؤن القران ولا یجاوز حلوقہم او حناجرہم کہ پڑہتے تو ہیں قران کو مگر انکے گلے سے نیچے نہیں اوترتا۔ پہر کیونکر سمجھ سکتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا

اگر غور کیا جاے تو اسلام میں ساری خرابیاں اسیوجہ سے پڑی ہیں کہ ہر فاسق

وفاجر کی اقتدا بخالفت صریح قرآن جائز کر دی گئی ہے جس سے صاحب حق اور ولی مومنین ضعیف ہوئی اور فاسقین و فاجرین قوی ہوئے کیونکہ جب نماز میں جو عمود دین ہے انکی اقتدا کی گئی اور وہ امام بنائے گئے تو پھر امور دنیا میں کیوں نہ وہ امام و مقتدا مانے جاتے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص امور مذہبی کا مقتدا اور امام ہوتا ہے اوسکی معیت اوسکی طرف میل فطرۃ ہر قلب میں جگہ پکڑتی ہے۔ اسیوجہ سے خداوند عالم نے انکی طرف میل اور محبت کو منع کیا۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ ان الذین فرقوا دینہم۔ اور متفرق جماعتیں بنانے سے ممانعت کی کہ اس سے ضلالت و گمراہی کو ترقی ہوگی۔ اور جو لوگ حقدار و مستحق ہونگے انکی حق تلفی ہوگی مگر افسوس ہمنے اپنی خواہش نفس سے ہر حکم خدا کی مخالفت کی اور جنکی معیت جنکی شرکت جنکی محبت جنکی اطاعت سے ہر طرح منع کئے گئے تھے اونہیں کی متابعت کی یہانتک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تین چار مہینہ سے اپنے ہفتہ وار اخبار کے ذریعہ سے اس ضلالت کو اسدرجہ ترقی دی کہ کوئی متنفس ایسا نہو گا جسے نہ معلوم ہوا ہو کہ ہر قسم کے فاجر و فاسق کی متابعت اور اقتدا جائز ہے حالانکہ صدہا بلکہ ہزارہا آیتیں اسکے مخالف خود قرآن مجید میں موجود ہیں۔

پھر مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ جزئی اختلاف کیوجہ سے مسلمان باخود ہا مل کر خدا کی عبادت کرنیکو بھی ناجائز بتاتے ہیں حالانکہ یہ منظر سب سے زیادہ خوشنما ہوگا کہ یہود و نصاری ہنود و مسلمان سب ملکر ایک پلیٹ فارم پر کہڑے ہوکر خدا کی عبادت کریں کہ جمعیت بھی زیادہ ہو اور مجمع بھی پورا۔ اختلافات بھی جزئی ہیں۔ خدائے وحدہ لاشریک کی سب عبادت کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ عبادت خدا باخود ہا ملکر نہ کریں۔

پھر زمانہ تجربہ بھی کہہ رہا ہے کہ جب یہ تجربہ غلط ہو چکا کہ کافرین و فاسقین وفاجرین کی امامت و اقتداء سے بجز نقصان کے کوئی نفع نہیں اسلام کی حکومت روز بروز گھٹتی جارہی ہے اسلام کمزور ہوتا جاتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ اوسی پرانے اصول پر قتار کیا جائے جس سے اور بھی نقصان پیدا ہو۔

اس تحریر کے بعد خیال آیا کہ جن آیات قرآنی کا میں نے تذکرہ کیا ہے اُن آیتوں سے استدلال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود سورہ فاتحہ اسکی تصدیق کیلئے کافی ہے جس کا پڑھنا ہر نماز میں ضروری شے اور وہ ایک رکن ہے ارکان نماز سے کیونکہ سورہ فاتحہ کا آیہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ایسا صریح آیہ ہے جسکے بعد شبہ ہی نہیں رہتا کہ ہمکو فاسقین وفاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں۔ اسلئے کہ نماز پڑھنے والا دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھے ہدایت کر صراط مستقیم کی اور ظاہر ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب ہے نہ ارادۃ الطریق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکے سالک مومنین متقین ہیں نہ فاسقین وفاجرین کہ اُنکی راہ اور انکا طریقہ کسیطرح صراط مستقیم نہیں ہو سکتا۔ پس جب ہم دعا کرتے ہیں صراط مستقیم کی تو صراط غیر مستقیم پر چلنا کسیطرح ممکن نہیں جس سے معلوم ہوا کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا بالعمد مخالفت صراط مستقیم ہے۔

اور چونکہ خود خداوند عالم نے آیات مابعد میں صراط مستقیم کی توضیح کر دی کہ صراط الذین انعمت علیہم تو معلوم ہوا کہ صراط مستقیم یہی ہے جو صراط انکی ہے جنپر انعام کیا ہے خدا نے لہذا وہ راہ جو انکے مخالف ہے اس سے خارج ہے اور اوس کا سلوک منہی عنہ ہے

مزید توضیح کے لئے خداوند عالم اسکے بعد فرماتا ہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تو اب خود اہل سنت غور کریں کہ فاسقین و فاجرین و منافقین کس قسم میں داخل ہیں آیا نعمت علیہم میں یا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں۔ اور ہم کو حکم ہے اتباع صراط الذین انعمت علیہم کا یا صراط المغضوب و الضالین کا

پھر آپ خود ہی فرمائے کہ آیہ اہدنا الصراط المستقیم نے کیا حکم دیا اقتدائے امام عادل کا یا اقتدائے امام فاسق و فاجر کا۔ اگر آپنے کبھی تفاسیر پر غور کیا ہوتا تو آپکو معلوم ہوتا کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کون لوگ مراد ہیں۔ دیکھئے تفسیر معالم التنزیل امام بغوی میں ہے قال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ واهلیتہ صفحہ

کہ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد رسول اللہ ہیں اور آپکے اہلبیت طاہرین علیہم السلام
تو ضرور ہوا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے مراد اونکے مخالفین ہونگے

بقاعدہ واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ہذہ ایمانا فاما الذین
آمنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون (توبہ)

ہمکو امید ہے کہ ان آیات صریحہ سے جو ہمنے اندراج کیں ان لوگونکے ایمان تازہ ہوگئے اور سمجھ گئے
کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں بلکہ جو لوگ اسکو جائز کہتے ہیں وہ مصداق
ہیں اس آیہ کے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل
الغی یتخذوہ سبیلا (اعراف)

یعنی اگر دیکھتے ہیں راہ ہدایت کو اسکو اپنی راہ نہیں بناتے اور اگر راہ گمراہی دیکھتے ہیں تو
اوسکو اپنی راہ بناتے ہیں کیونکہ یہ تو بدیہی ہے فاسقین و فاجرین کی راہ سبیل رشد
نہیں ہے بلکہ سبیل غوایت ہے تو اونکی اقتدا اور پیروی نماز میں یقیناً ناجائز اور ناروا ہوگی

(۲۲) آیہ وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (سورہ
اعراف) صاف بتا رہا ہے کہ ہمکو اسکا حکم ہے کہ جو لوگ الحاد کرتے ہیں اسکے ناموں میں انکو
چھوڑ دینا چاہئے کہ انکو جزا دیجائے اوسکی جو عمل کرتے ہیں۔ تو کیا ہم انکی اقتدا کرکے حکم
ذروا الذین یلحدون کی تعمیل کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ صریح مخالفت ہے حکم خدا کی۔

(۲۳) آیہ فذرھم فی غمرتھم حتی حین صاف بتا رہا ہے کہ ہمکو کسی طرح انکی متابعت
یا اقتدا جائز نہیں ہے۔

پس جب تمام طور سے حکم ہے کہ کسیطرح فاسقین و فاجرین کی اطاعت۔ مشارکت معیت
جائز نہیں سبیل مفسدین سے بچنا چاہئے۔ قوم ظالمین میں داخل نہ ہونا چاہئے تو پھر نماز
میں جو عمود دین ہے ان کی شرکت یا انکی امامت یا انکی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔

یہ آیتیں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اگر ذرہ برابر بھی انپر غور کیا جائے اور قرآن کو اپنا امام ہادی مانا
جائے تو اسمیں شک نہیں رہتا کہ خداوند نے ہمکو ہر طرح ظالمین و فاسقین کی متابعت اور مشارکت سے
منع کیا ہے اور اسکی مخالفت کسیطرح جائز نہیں نہ وہ صورت مخالفت نماز صحیح ہو سکتی ہے۔ — باقی آئندہ

دشمنان آل رسول

یوں تو اسلام نے جس روز سے دنیا میں قدم رکھا اوسکے دوش بدوش اوسکے دشمنوں کا وجود بھی دکھائی دینے لگا اور ایک روز یہی ایسا نصیب ہوا کہ جسمیں جانوں کا کیا مال کا خوف نہ ہو پھر بھی چند مشہور کافر خاندانوں نے قبول اسلام ہونا دکھا اوسمیں ایک صورت یہی تھی نہ تقدیم کیوں نہ کی ہو گی ظاہری طور پر اسلامی مشن کو کو تقویت پہونچی اور اگر واقعی سب سچے دل سے ایمان لائیو لاے ہوتے تو بہت کچھ اسلام کو عروج ہوتا لیکن سقیفہ بنی ساعدہ کے ناجائز فیصلے نے اوسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسی تباہی و بربادی میں ڈالا کہ قیامت تک کیلئے اوسکا سنورنا مشکل نظر آتا ہے یہ طلسم کچھ ایسا بندھا کہ تیسری شان خلافت تک سلسلہ ٹوٹتا گیا جب ایکے بعد ایک ہوا۔ نیک و بد کی تمیز حق و باطل کا فرق جاتا رہا اور مخالفین اسلام کا قبضہ یہاں تک بڑھا کہ صرف دنیاوی حصول عزت اور دنیاوی سلطنت کا نام اسلام رکھا گیا اور خلیفہ وقت کے سامنے یہ جملہ آزادانہ کہا جانے لگا کہ یا بنی امیہ تلقفوها تلقف الکرة فوالذی یحلف به ابو سفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنة ولا نار ولا بعث ولا قیامة یعنی ای بنی امیہ اس بادشاہت کو حاصل کرو بخدا کہ نہ عذاب کوئی شی ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت۔ اور اسپر دربار خلافت سے دو دو لاکھ درہم بطور انعام دیے جاتے چنانچہ اس کیلئے اعلان نے ابو سفیان کے گھر کو بادشاہ کا گھر بنایا اور جب سلسلہ خلافت یزید تک پہونچا اور اوسنے آل رسول کے خون سے زمین کربلا لال کی اور شام کا قیدخانہ آباد کیا تو لوگوں نے جانا کہ اس سے بڑھکر ظالم۔ کافر۔ مرتد۔ ملعون۔ دشمن اسلام اور دشمن آل رسول دوسرا نہیں گذرا۔ مگر اگر کسیقدر غور کے ساتھ دیکھا جاوے تو یہ سلسلہ ترقی کیساتھ اوسی روز سے پایا جاتا ہے کہ جبکہ حضرت عمر کا ہاتھ حضرت ابوبکر کی بیعت کیلئے بڑھا۔ اور اس دوراندیشانہ کارروائی سے منصب خلافت خاندان رسول علیحدہ کیا گیا۔

میں اس مقام پر حضرت عمر کی زمانہ خلافت پر ایک سرسری نگاہ ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ آپکو خلیفہ ہوا ہونیکا دعوی تھا اور اشاعت اسلام کے آپ مدعی تھے مگر خاندان آل رسول سے آپنے کس غضب کی عداوت تھی کہ حقوق آل محمد کے مٹانے میں جس قدر آپکو تھا اور جو

پولیٹیکل چالیں ایسی ہوتیں وہ ہرگز ہرگز دوسروں میں نہیں پائی جائیں۔ یہہ امر گویا آپ کی گھٹی میں پلایا گیا تہا جو مرتے دم تک اکیساں آپ میں رہا۔ اپنے زمانہ خلافت میں حقوق آل محمدؐ کی موقوفی۔ اونکو قابل تعظیم سمجہنا۔ گلے میں رسی باندہنا۔ کہلے بندا احکامات رسول کو پس پشت ڈالنا قدیمی دشمنان اسلام کو جنہوں نے تمام عمر آنحضرت کی دشمنی میں بسر کی مناصب و جاگیرات کا عطا کرنا وغیرہ یہہ ایسے کہلے کہلے امورات ہیں کہ انپر غور کرنیکے بعد اگر بانی فرقہ باغیان لکھے جاویں تو بیجا نہوگا۔ بنی امیہ قدیمی دشمن خاندان رسالت کی ترقی کا سلسلہ آپنے جس خوبصورتی سے جاری کیا وہ واقعی قابل صد آفریں ہے جسکی انتہائی ترقی خاندان رسالت کی انتہائی بربادی کا سبب ہوئی۔ چنانچہ یہہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اُمیہ نے حضرت ہاشمؑ سے۔ حرب بن اُمیہ نے حضرت عبدالمطلبؑ سے۔ **ابوسفیان** نے حضرت رسولخداؐ سے۔ **معاویہ** نے حضرت علیؑ مرتضیٰ سے۔ یزید نے حضرت حسینؑ ابن علیؑ سے اسی امارت قریش اور خلافت پیغمبرؐ پر کیا کیا مخالفتیں اور سلوک کئے ہیں مگر اسی حضرت عمرؓ کی دوراندیشانہ پالیسی کہو یا اونکی مصلحت آمیز جوہر شناسی کہا وجود اس واقفیت اور اطلاع کے آپ نے خصوصیت کے ساتہہ اونہیں دشمنان خاندان رسول کو اعلیٰ ملکی عہدے دئے اور مناصب وجاگیرات سے ممتاز کیا۔ **امیر معاویہ۔ عمرو بن عاص۔ مغیرہ بن شعبہ۔ زیاد بن سمیہ** یہہ وہ مشہور روزگار حضرات ہیں جو آپکی سلطنت کی روح۔ آپکے تمدن کی جان۔ اور آپکی پالیسی کے سرتاج کہے جاسکتے ہیں۔ اور بقول مولوی شبلی نعمانی یہی وہ چار اشخاص تمام عرب میں تھے جو دُہاۃ العرب کہے جاتے تھے یعنی جو فن سیاست و تدبیر میں اپنا جواب نہیں رکہتے تھے۔ اور انمیں سے ہر ایک وہ ممتاز دشمن خاندان رسول تہا جس نے ہر ایک ممکن ذریعہ تباہی و بربادی خاندان رسالت کا جاری کیا۔

ان حضرات پر آپکی نظر عاطفت کچہہ ایسی بڑہی رہتی تھی کہ باوجود اثبات جرم آپ انکو نکو بیخطا سمجہتے تھے۔ سبکو معلوم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ آپ ہی کے زمانہ خلافت میں ایکمرتبہ مرتکب زنا کا ہوا اور صحابہ رسول نے یہہ جرم ثابت بھی کیا۔ مگر آپنے اپنی حسن تدبیر سے اوسے حد شرعی سے نکوہ بچادیا۔ اور پھر عہدہ گورنری پر اوسیطرح بحال رکہا۔ مغیرہ کو جسقدر جہ کا بغض خاندان رسالت علی الخصوص جناب علیؑ مرتضیٰ سے تہا اوسیقدر حضرت عمرؓ کو اوس سے محبت تھی۔

یہہ وہی مغیرہ ہے۔ جو بزمانہ خلافت معاویہ جمعہ کے خطبہ میں جناب علی مرتضی پر معاذ اللہ لعن اور عثمان کے حق میں دعا کرتا تہا (ابوالفدا صفحہ ۱۹۶)

اسیطرح آپکے دوسرے عامل عمرو عاص وہ مشہور زمانہ بزرگ گذرے ہیں جنکے نسب کا پانچ اشخاص قریش نے دعوی کیا تہا اور جب اسی امر کا سوال اوسکی ماں سے کیا گیا تو اوسنے اقرار کیا کہ بیشک ان پانچون نے صحبت کی ہی بالآخر اسکی صورت دیکہی گئی جو عاص بن وائل سے مشابہ پائی گئی اور اسلئے وہ اوسکے نسب میں ملا لیا گیا۔ انکی بھی ساری عمر مخالفت خاندان رسول میں گذری اور یہ بھی بہت شہرہ چہیتے اور مشہور گورنر حضرت عمر کے تھے۔

ان دو بزرگوار کے علاوہ حضرت عمر نے جو تیسرا گوہر شب چراغ انتخاب کیا تہا وہ زیاد بن سمیہ تہا جسکی کنیت اوسکے باپکے نام سے مشہور نہو سکی اسلئے کہ اوسکی ماں سمیہ نے باضابطہ کسی سے ازدواج نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب باقرار ابوسفیان معاویہ نے زیاد سے رشتہ اخوت قائم کرکے اپنی فیملی کا ممبر بنانا چاہا تو اوسوقت کی حکایت یوں لکھتے ہیں۔

کہ ایکروز مسجد شام میں مسلمان جمع تھے حضرت معاویہ ممبر کے سب سے اوپر کے زینے پر جاکر بیٹھے اور زیاد کو نیچے کے درجے پر کہڑا کیا۔ اور حضرت ابوسفیان حضرت معاویہ کے پدر بزرگوار نے سمیہ مادر زیاد کیساتھہ جو صحبت کی تہی اوسکی گواہیاں گذرنے لگیں۔ منجملہ گواہان کے ابو مریم سلولی نے بیان کیا کہ میری دوکان شراب کی طائف میں تھی۔ ابوسفیان میری دوکان پر مینوشی کو آئے شراب پیکر عورت کی خواہش کی۔ مینے سمیہ کو اطلاع کی وہ اپنے شوہر کو کہلا پلا اور سلا کر آئی۔ اور مینے دوکان کا ایک کمرہ خالی کر دیا۔ دونو اوسمیں رہے۔ بعد فراغت سمیہ اپنی فیس لیکر چلی گئی مینے ابوسفیان سے پوچھا کہو یہہ عورت کیسی تھی تمہارے پسند ہی آئی۔ اونہوں نے کہا کہ ہاں تھی تو اچھی مگر ذرا اوسکی بغلوں سے بدبو آتی تھی۔ یہہ بات زیاد کو ناگوار گذری اور کہا کہ ای ابو مریم لوگون کی مان کو دشنام ندو۔ بہر حال زیاد کو معاویہ نے اپنے ساتھہ ملحق کر لیا۔ اور اوسکو عامل کوفہ بعد مغیرہ مقرر کیا۔ اور بصرہ بھی اسکے شامل کر دیا۔ اسنے شیعان علی کو چن چن کر تہہ رون اور کنکروں کے نیچے دبا کر قتل کیا۔ اور اونکے ہاتھہ پاؤن کاٹے۔ اور آنکہیں اونکی نکلوائیں اونکو شاخہائے خرمہ پر سولی دی اور عراق سے نکالدیا۔ یہانتک کہ کوفہ میں کوئی معروف

ع
ابن ابی الحدید
تاریخ ابوالفدا ۱۲

و مشہور شیعہ باقی نہ رہا۔ (الکتاب الاحداث ابو الحسن مدائنی و تاریخ ابو الفدا جلد اول) اور ہر جمعہ کو ممبروں پر جناب علی مرتضیٰؑ پر (معاذ اللہ) لعنت کرتا تھا۔ زیاد نے جناب علی مرتضیٰ کیساتھ اور اوسکے بیٹے عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ بن علی شہید کربلا کے ساتھ جو جو مخالفت اور عداوت کی تاریخ اسلام ماتھ بلند کئے ہوئے دکھا رہی ہے (الفرق صفحہ ۵۵)۔

ان تین شخصوں کے بعد چوتھا وہ شخص جیسے انتخاب پر نظر حضرت عمرؓ کی پڑی تھی وہ وہی امیر معاویہ بن ابو سفیان تھے جنکے لائق فرزند نے خاتمہ تخم نبی کیا۔ اور جنکے کارنامے اور خاندان رسالت سے مخالفت کے قصے میں اپنے دوسرے مضمون شجرہ ملعونہ میں دکھاؤنگا۔

اس موقع پر ناظرین کو صرف اتنا بتلا دینا کافی ہوگا کہ جس شجرہ ملعونہ کی خبر جناب رسالتمآبؐ نے دی تھی وہ سرزمین شام میں نہایت شادابی کے ساتھ پھولا پھلا اور اوسکی شاخیں اکثر بلاد میں دور دور پھیلیں۔ دنیادار زر پرست جماعتوں نے اوسکے سایہ میں آکر پناہ لی۔ اور بے سری کی گیتیں ہر طرف گائی جانے لگیں۔ اور مخالفت نبیؐ و علیؑ علمار کی مہریں بکیا ہونکے قتل کے فتوے جاری ہونے لگیں۔ شراب کے ساغر مفتیان شرع کے ہاتھوں سے لنڈہائے جانے لگے۔ یہانتک کہ کلام الٰہی کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا اور محرمات ابدی کے حلت کے فتوے جاری پائے۔ اور ہر جگہ خاندان رسالت کی توہین اور سب و شتم ممبروں پہ کیا جانے لگا

ہندوستان بھی ان مردود نسلوں کی منحوس قدموں سے محفوظ نہ رہا۔ یہاں بھی کچھ نہ کچھ ہر ایک زمانہ میں انکی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ مگر یہاں چند برسوں سے جیسا طوفان بے تمیزی اور علی الرغم آئمہ طاہرین پر سب و شتم کی گرم بازاری ہونی لگی اس سے پیشتر کبھی بھی ایسا دکھائی نہیں دیا۔ پس یہہ دُعاۃ العرب کی یادگار نسل والے دشمنان آل رسولؐ اگر ایسا کرتے ہیں تو ناظرین کو تعجب نکرنا چاہیئے۔

ایک شاعر کیا خوب کہہ گیا ہے؎

محبت شہ مردان مجو ز بے پدری - کہ دست غیر گرفتہ ست پائے مادر او

راقم

محمد صالح الحسینی بارہوی از بارہ ضلع غازیپور

سائنس اور اسلام

سلسلہ کیلئے ۔ ملاحظہ ہو

چونکہ ہم بنا بند الکمی جزیقے سے اس قوت کے متعلق لکھنے پر مجبور ہیں اس لئے ہم اون شبہات کا جواب اس موقع پر دینے سے قاصر ہیں جو ناظرین کو اسکے مطالعہ سے پیدا ہوں لیکن جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ کل اس فقیر کو چشم دید ہے اور اسکو خود وہ اپنی حیات طالب علمی میں عملی طور سے کر چکا ہے اس لئے امید کیجاتی ہے کہ اسے طوماماں لینگے کیونکہ اصل مطلب پر آنے کے لئے ہمنے شروع ہی سے یہ اصول قائم کر لیا ہے کہ جو مسلہ نہایت ضروری ہوگا اوسی کے متعلق نہایت مختصر گفتگو کیجائیگی اور طول کا خیال بھی ملحوظ ہے ۔ شکل نمبر ۲ ملاحظہ ہو

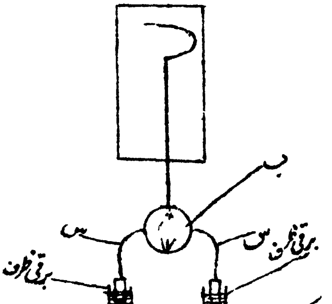

شکل نمبر ۲

سب سے پہلے ہم ایک بکری کے گوشت کا ٹکڑا جو دو منٹ ہوئے کہ اوسکی ران سے علیحدہ کیا گیا وہ شکل میں لام سے نشان لیتے ہیں ۔ یہ برقی ظرف کے دونوں ٹکڑوں سے بذریعہ تار ب و ک کے ملحق ہے اس لئے جیسا ہم ابھی بیان کر آئے ہیں برقی قوت اسمیں جاری ہے اور س و س بھی لوہے کے تار ہیں جو ایک ایسے آلے سے ملے ہیں کہ جو ب سے نشان ہے اور جسکا یہ فرض ہے کہ برقی موج کے وجود کی خبر دیتا ہے اس آلہ کے اندر ایک سوئی ہوتی ہے جو بیچ میں مثل قطب کے لگی ہوئی ہے اور جو خود بخود برقی موج کی وجہ سے گھوم جاتی ہے اس سوئی کے اوپر ایک چھوٹا سا شیشہ لگا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اسکا

عکس کاغذ پر دیکھ سکتے ہیں اور ت وہی کاغذ ہے جس پر اس چھوٹے شیشہ کا عکس پڑتا ہے یہہ ظاہر ہے کہ اگر سوئی کو حرکت ہوگی تو اس چھوٹے شیشہ کو بھی اوسی طریقہ سے حرکت ہوگی چنانچہ اوسکے عکس کی بھی وہی حالت ہوگی جو شیشہ کی یعنی وہی حالت عکس کی ہوگی جو اس چھوٹی سوئی کی جو شکل میں ت کے دائرہ میں بنی ہے - اب چونکہ اس ٹکڑے میں برقی قوت نے اثر کیا تو اس میں حرکت ہوئی اور وہ حرکت ایسی ہی ہوئی جیسے کی کچھوہ کا سر فوراً اسکے پیٹ میں خوف کے وقت کھنچ جاتا ہے اور پھر نکل آتا ہے - یعنی تھوڑا سا حصہ گوشت کھنچ کر ایک جا ہو جاتا ہے اور پھر ایک سکنڈ کے بہت حصہ وقت میں اپنے سابق مقام پر آجاتا ہے اور یہی حالت رہتی ہے جب تک کی قوت پہونچتی رہتی ہے - اب یہ اندرونی کشش اور پھر گوشت کا اپنے سابق مقام پر آجانا اس برقی موج کو اپنی روانی میں روکتا ہے جسکا یہہ اثر ہوتا ہے کہ سوئی مختلف حالت سے گھومتی ہے چنانچہ اوسکا عکس بھی مختلف طریقہ سے حرکت کرتا ہے کیونکہ یہہ موج تار سے وس میں ہوتی ہوئی پھر گوشت میں واپس [illegible] اور اوس سے نکل کر پھر تار ومیں ہوتی ہوئی پھر گوشت میں واپس آتی ہے [illegible] موج کی رفتار کے متعلق یوں خیال کرنا چاہئے کہ اس خاص حالت میں اسقدر تیز ہوتی ہے کہ شاید ایک منٹ میں یہہ موج ہزاروں دورے اس چکر کے کرجاتی ہوگی - کاغذ کا تختہ ت اس طرح سے حرکت دیا جاتا ہے کہ شیشہ کا عکس

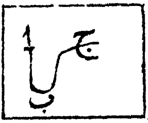

اس پر ایک خاص شکل بناتا ہے - جو شکل نمبر ا میں واضح کردی گئی ہے -

یہہ جو ایک غیر مستقیم خط گوشت کے حرکت سے بن جاتا ہے یوں خیال کرنا چاہئے کہ جب یہہ اجزا کھنچ جاتے ہیں تو الف سے ب تک وہ عکس جاتا ہی جیساکہ شکل میں بنا ہے اور جب پھر وہ اجزا اپنے مقام پر آجاتے ہیں تو عکس ب سے ج تک پہونچ کر پھر اوپر آجاتا ہے اب یہاں پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ ج کی سطح ا سے اونچی ہے جسکے ظاہرا یہہ معنی ہوئے کہ گوشت کے اجزا اپنے سابق حالت پر نہیں آتے بلکہ دوران حرکت میں اوس حالت سے تجاوز کر جاتے ہیں اس شک کا جواب صرف اسیقدر ہے

کیونکہ ایک ایسی حالت پیدا کی گئی تھی کہ جسنے گوشت کے اجزا کو سمیٹ کر اسقدر دبایا تھا کہ جب وہ اس قید سے رہا ہوئے تو اس تیزی سے اپنے سابق حالت پر واپس آئے کہ پہلی حالت سے ایک قدم باہر ہو گئی لیکن حقیقت میں وہ فوراً ہی اپنی سابق حالت میں آجاتی ہیں - اسکی مثال ذیل کے عملی شکل سے یوں ہے کہ ایک پیتل کا تار جو تقریباً چھہ انچ لمبا ہو چٹکی میں لیا جائے اور

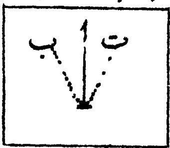

ت تک کھینچ کر لائی اور پھر چھوڑ دیجئے تو ضرور ہے کہ یہہ تار آسے ہو کر ب تک پہونچ جائیگا اور اسکے بعد پھر آ پر واپس ہوگا اور اسی مقام پر ساکت ہوگا بجنسہ یہی حالت اوپر کے غیر مستقیم خط کی بھی ہے -

یہہ بھی عجیب بات ہے کہ چند ہی منٹ کے بعد یہہ گوشت کا ٹکڑا بالکل بے حس ہو جاتا ہے یہانتک کہ جسقدر دنیا میں قوتیں انسان کے قبضہ قدرت میں ہیں یہہ ٹکڑا کسی کا بھی احساس نہیں کرتا یعنی اب یہہ حقیقتاً فنا ہو گیا اور کسی قوت کا ادراک نہیں کر سکتا یہی طریقہ دوسری چیزوں میں بھی برقی قوت کے پہونچانیکا ہے - اگر ہم ایک پودے میں برقی قوت پہونچانا چاہیں تو بجائے گوشت کے اوس پودے کو رکھہ دیتے ہیں اور بالکل وہی حالت مشاہدہ ہو سکتی ہے (ملاحظہ شکل نمبر ۲ فصل دوم) اور اگر بجائے پودے کے ایک پتھر کا ٹکڑا رکھہ دیا جاوے تو اوسکی بھی یہی حالت ہوتی ہے - لیکن اس میں چند دیگر انتظامات کرنے ہوتے ہیں جو اگر کسی دوسرے موقع پر بھی احاطہ تحریر میں لائے جاویں تو خود ایک مکمل کتاب ہو جاویگی اسلیئے ہم اوس پر تفصیلی بحث سے معذور ہیں یہہ ابتدا سے بھی ناممکن تھا کہ ہم کسی ایک نکتہ یا مضمون پر کامل بحث کر سکیں - بہرحال اب ہم نباتات پر برقی قوت کا ادراک دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مفصل طریقہ کو قلم انداز کرتے ہیں جسکے وجوہات گذارش کر چکا ہوں جسکے بعد میں ناظرین کو صرف نتیجہ عمل کی طرف متوجہ کرونگا -

(باقی آئندہ)

سید محمد الحسنی الحسینی نونہروی

سلسلہ کیلئے **فساد محرم** ملاحظہ ہو

اسیطرح اڈیٹر صاحب وطن اخبار نجم لکھنؤ کو باین الفاظ نصیحت کرتے ہیں دیکھو نجم جلد اول

مورخہ ۱۰ ربیع الاول شیعہ و سنی کے مباحثہ کے متعلق البتہ ہم کو مولانا ممدوح سے اتفاق نہیں وہ بیشک اسمیں کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ ابتک استعمال نہیں ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو لیکن مناظرہ بہرحال مناظرہ ہے جو خواہ کیسی ہی سلامت روی سے کیا جائے۔ نزاع و اختلاف کو عموماً زیادہ شدید کرنے سے خالی نہیں رہتا۔ ہمیں ضرورت ہے اتحاد کے بڑھانے کی جو عموماً مناظرہ سے نہیں بلکہ عملی نمونوں اور سلوک و خوش اخلاقی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

گورنمنٹ ان مقدمہ اخبار ونکی رایوں کو دیکھکر سمجھ سکتی ہے کہ خود اس فرقہ کے با فہم اخبار نویسوں نے انکو کئے مرتبہ سمجھایا کہ تم اس روش کو ترک کرو جس سے نزاع و اختلاف میں شدت ہوگی۔ ضرورت اتحاد کی مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور آخری نتیجہ اسکا یہی ہوا کہ دو سال سے لکھنؤ کا امن عامہ معرض خطر میں پڑا ہوا ہے۔

اسکا جواب اڈیٹر صاحب یہی دیتے ہیں کہ شیعوں کے متعدد اخبار و رسائل کی تحریریں ان سے برداشت نہ ہو سکیں اسلئے یہ انتقام پر مجبور ہوئے۔ ہم دو منٹ کے لئے اسکو تسلیم کر لیتے ہیں کہ شیعہ اخبار و رسائل کی یہی حالت تھی بلکہ اس سے بھی بدتر۔ مگر یہ تو فرمائے کہ بات اچھی تھی یا بری۔ اگر وہ بری تھی تو پھر آپنے کیوں اوسکی تقلید کی۔ اور اگر اچھی تھی تو پھر آپکو اوس سے شکایت کیا ہے۔

کیا آپنے اسپر غور کیا کہ اگر گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے تو گالی بکنے والا خود خاموش ہو جاتا ہے اوسی طرح بالفرض اگر شیعہ اخبار و رسائل ایسے ہی نامہذب تھے تو آپکے سکوت سے وہ کسی نہ کسی وقت خاموش ہو جاتے پھر اونکو خاموش ہونے سے کسنے روکا

غور تو کیجئے آپکے جواب دینے سے آخر اون نزاعوں میں اور اختلافات میں ترقی ہوئی یا کمی تو صحابہ کے سب و تبرا کے اضافہ کرنیمیں کو شان آپ ٹھہرے یا دوسرا کوئی۔

اسکو جانے دیجئے آپ خود لکھ چکے ہیں شیعوں کو مناظرہ سے فطری شوق ہے۔ اور سنیوں کو اس سے مطلق دلچسپی نہیں جسکے نسبت نیر صاحب بھی لکھ چکے ہیں کہ اہلسنت میں صلاحیت آ چلی ہے تو آپنے اس اخبار کو نکالکر کیا نتیجہ پیدا کیا کہ اپنے فرقہ کی عام صلاحیت کو زائل کر دیا اور مناظرہ

سے شوق دلایا جس سے آج آپکے اخبار میں ہزاروں مغلظات گالیاں آئمہ طاہرین کی نسبت شایع ہو رہے ہیں جنکو آپ بھی آئمہ دین سے مانتے ہیں اور اونکے فضل و شرف کا اقرار کرتے ہیں اور اونکے دشمنی کو موجب دخول نار جانتے ہیں۔ بخلاف شیعوں نے آپکے صحابہ کے نسبت تبرا کو کسیطرح مذموم نہیں سمجھتے بلکہ بقول آپکے افضل عبادات سے جانتے ہیں پھر نتیجہ کیا ہوا کہ شیعوں نے جو کام کیا عبادت سمجھکر اور آپنے جو کام کیا ضلالت و گمراہی سمجھکر و شتان ما بینھما

خود اڈیٹر صاحب بجواب نصیحت اخبار وطن لکھتے ہیں ،،شیعہ سنی کا اتحاد قریب قریب ناممکن ہوگیا ہے سنی تو ہر وقت اتحاد کیلئے تیار ہیں مگر شیعہ ہرگز اہلسنت کی دل آزاری میں کمی نہ کرینگے خواص تو اسکو بھی برداشت کرجائیں مگر عوام کے جوش کو ایسی حالت میں کون روک سکتا ہے ،،

اس تحریر سے تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خواص اہلسنت کو ان امور کی چنداں شکایت نہیں وہ برداشت کرسکتے ہیں۔ مگر عوام کا جوش نہیں رک سکتا۔ تو اب معلوم ہوا کہ آپنے عوام کے جوش بھڑکانے کو یہ اخبار جاری کیا ہے کیونکہ خواص کو تو اسکی پروا نہیں تو اب گورنمنٹ سمجھ سکتی ہے کہ اس فساد کا بانی زیادہ تر یہی اخبار ہے جو عوام کے جوش بھڑکانے کو اخبار نکال رہا ہے۔

حق یہ ہے کہ خواص اہلسنت اصلی راز سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ مذہب قرآن و حدیث سے ہر طرح باطل ہے۔ خلفا نہ بحکم خدا و رسول خلیفہ ہوئے نہ اونکی خلافت جائز تھی اور اونکو وہ آیتیں اور حدیثیں بھی معلوم ہیں جنمیں لعن کی تصریح ہے۔ اسلئے وہ تو خاموش بیٹھے ہیں کہ اگر شیعہ لعن کرتے ہیں تو بحکم خدا و رسول۔ بخلاف عوام کے جو ان اصلی حالات سے واقف نہیں لہذا وہ جوش میں آجاتے ہیں۔ لہذا علما و عقلا کا فرض یہ ہونا چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے اس جوش بیجا کو دبائیں۔ اسلئے ہزاروں کتابیں فضائل و مناقب اہلبیت اطہار میں تصنیف ہوئیں کہ عوام ان آیات و احادیث کو دیکھکر دبے رہے ہیں۔ مگر اوڈیٹر کا مقصود چونکہ اسکے خلاف تھا لہذا آپنے یہ اخبار جاری کیا کہ عوام کے جوش میں ترقی

ہو اور نزاع و اختلاف پیدا ہو کہ اونکو منافع دنیوی ہو۔ ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب اڈیٹر وطن میں غیرت نہیں مسٹر عبد الحلیم شرر میں عزت نہیں جو شیعوں کے ان حملات کو برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ ایسے غیرت دار ہیں کہ انہیں مطلق برداشت کی تاب نہیں۔ مگر اصل تو وہی ہے۔

ع مطلب سعدی دیگر است۔

اب میں ابتدائی فہمائش کو نہیں چھوڑتا ہوں اور اڈیٹر صاحب وطن کے اس فقرہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ بیشک آپ میں (مناظرہ میں) کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی فقرہ یا لفظ ابتک نہیں استعمال ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو۔ کیونکہ آج خود سنی ملک میں عام و زیادہ اسکی پابندی ہے کہ بالخصوص لکھنؤ عام طور سے خارجیت پھیلا رہا ہے۔

خود اصلاح ۱۹ فروری ۱۹۱۲ میں چودہری غلام احمد خاں صاحب حنفی ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی کا ایک مراسلہ شایع ہو چکا ہے جسمیں اونہوں نے نہایت وضاحت سے انکی خارجیت کو لکھا ہے اور علماے اہلسنت سے اسکا جواب بھی مانگا مگر آجتک دیوبند سہارنپور لکھنؤ کہیں سے جواب اسکا نہ آیا حالانکہ اونہوں نے لکھا تھا کہ اگر جواب نہ ملا تو ہم شیعہ ہو جائینگے۔

رسالہ شیعہ میں چند جملے اس اخبار کے نقل کیے گئے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کہانتک خارجیت کو پھیلا رہے ہیں۔

اودھ اخبار میں متعدد مراسلے اس مضمون کے شایع ہوئے کہ یہ اخبار خارجیت کو بڑہا رہا ہے جسکا ایک مراسلہ انہوں نے نقل بھی کیا اور جواب بھی دیا۔

اس سب کو جانے دیجیے خود اڈیٹر صاحب کا خاص حصہ مناظرہ مورخہ ۲ شوال ۱۳۲۵ھ ملاحظہ فرمایئے جسمیں وہ لکھ رہے ہیں۔

غالباً ناظرین ر و تخم، تعجب کرینگے جب اس خبر کو سنینگے کہ لکھنؤ کے بعض کم فہم سنیوں نے جو شیعہ مولویوں کے جال میں گرفتار ہو چلے تھے۔ یا شاید اب بھی ہوں صفات ائمہ شیعہ کے مضمون کو دیکھکر کہا کہ روایت منقولہ سے حضرت علی مرتضیٰ کا دیوث ہونا لازم نہیں آتا جب مجھے ان سبتی نادانفوں کے اس قول کی خبر ملی ۔۔ اور ریویو سے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ شیعوں کی منقولہ روایت سے شیعوں کے علی کا دیوث ہونا اس وضاحت

کے ساتھ ثابت کر دونگا ۔ مگر ان سنی نما دوستوں نے کسی طرح اسکو منظور نہ کیا اور مجلس رقص و سرود سے اُٹھکر علم اور علما کی محفل میں آنا کسیطرح گوارا نہ کیا ۔ الغرض جب وہ سنی نما دوست کسی طرح مرد میدان بننے پر راضی نہوئے تو بعض احباب کا اصرار ہوا کہ انکے شبہہ کا جواب بذریعہ تحریری دیا جائے ۔

اب میرا روئے تخاطب اڈیٹر صاحب وطن سے ہے کہ اصلیت اور غیر اصلیت سے بحث نہیں ۔ بلکہ صرف یہ سوال ہے کہ جو شخص کسیطرح ہو کسی حیثیت سے لفظ دیوث کو حضرت علی کی نسبت استعمال کرے اوسکی نسبت کیا اپکا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں استعمال ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو ۔ ۔ ۔

آپ چونکہ سمجھدار ہیں اسلئے گذارش ہے کہ اہلسنت انبیا کو عموماً اور جناب رسالتمآب کو خصوصاً غیر معصوم اور خاطی سمجھتے ہیں اور شیعہ اونکو معصوم و غیر خاطی ۔ تو کیا وہ دو شخص ہو جائینگے سنیونکے رسول اللہ دوسرے اور شیعونکے دوسرے ۔ اور اسوجہ سے حق ہوگا کہ جن لفظوں سے چاہے فریقین رسول اللہ کو یہ کہکر یاد کرے شیعونکے رسول اور سنیونکے رسول

میں آپسے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ شیعوں کو عموماً یا لوگ نامہذب الفاظ کا استعمال کرنیوالا لکھتے ہیں کیونکہ وہ بیشک تبرا کرتے ہیں اور تبرا کو آپ برا سمجھتے ہیں مگر کسی شیعہ کی تحریر میں آپ یہ لفظ حق خلفا دکھا سکتے ہیں ؟ حالانکہ یقیناً شیعہ کو اونسے کسیطرح کا حسن عقیدت نہیں ۔ جو فقرات ہمنے نقل کئے ہیں اونسے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ انہوں نے خود سنیونکو اس سے رنج ہوا جبکہ اڈیٹر صاحب نے اونکو سنی نما دشمنوں کا خطاب دیا ۔

میں اپنے الفاظ یا اپنے مضامین کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتا کیونکہ جو شخص ایسے کلمات کہتا ہے یا لکھتا ہے وہ خود توشہ آخرت جمع کر رہا ہے ۔ خدا اوسکے انتقام لینے کو کافی ہے اور ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں جنسے اسکا جواب دیا جائے نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کو اس واقعہ کی اصلیت معلوم ہے جیسے ایک زمانہ میں یہ حکم لگایا گیا تھا کہ جو شخص ایسی روایت کہے وہ رافضی ہے ۔ اور اب اس دیدہ دہنی سے اوسکی تصدیق کی جاتی ہے ۔ مگر ہماری عرض صرف اسیقدر ہے کہ آپ حضرات اڈیٹران اخبار و رسائل ملاحظہ کریں کہ آپ کے ہم مذہب

اڈیٹر کس قسم کے الفاظ ایسے مقدس اشخاص کی نسبت استعمال کر رہے ہیں جنکی محبت و ولا کو
آپ حضرات بھی زبانی ذریعہ نجات جانتے ہیں۔

آپکو بھی یاد ہوگا کہ اصلاح میں ایک مضمون سلطان معظم کے باقاعدہ ازدواج نہ کرنے پر نکلا تھا
جسپر آپنے کیسی برہمی دکہائی تھی۔ حالانکہ وہ فقرہ خود آپکی خاص تصنیف سے لکہا گیا تھا اور سکے
نتائج اور تاثیرات البتہ نامہ نگار کی طرف سے تھے۔ مگر افسوس اس قسم کی تحریریں دیکھکر بھی
آپکے ایمان میں جوش نہ آیا کہ کم سے کم ایک نوٹ تو اسپر لکھتے اور بتاتے کہ اس قسم کی تحریر منافی
مذہب اہلسنت ہے یا موافق کہ کم سے کم پبلک کا رفع شبہہ تو ہو جاتا۔ اور اگر ایسے الفاظ کے استعمال
میں کوئی ثواب ہوتا تو آپ کو بھی کچھ حصہ ملتا۔

بہرحال جبتک یہ سحر بیانی صفحہ قرطاس پر تہی جس سے اہلسنت کا ایمان تازہ ہوتا تہا اگر
اب خاموش رہے تو حیف مگر اب تو نظر اوٹہا کر دیکھیے یہ تحریریں کیا رنگ لا رہی ہیں کتنے
شیعہ سنی اس سال کٹ مرے۔ کتنے روپیہ طرفین سے مقدمہ بازی میں خون ہوا کتنے
شیعہ سنی جیل گئے کیا اب بھی آپکو جوش نہ پیدا ہوگا اور ایسی فتنہ انگیز تحریرنکو نہ روکینگے
جس سے یہ خونریزی ہو رہی ہے۔ (باقی آیندہ)

رقابت یا شرافت ۔ نہ عداوت بود نہ دشمنی ۔ درمیان ست پاسے ہمسری
معاصرت کی رقابت کا نتیجہ صرف اسیقدر ہونا چاہیے جیسے غالب مرحوم نے اس شعر میں ادا کیا ہے
نہ یہ کہ اخبار **اہل فقہ** کی چندروزہ پریشانیو نپر اخبار اہلحدیث کا یہ زہر اوگلنا جو لکھتا ہے
" اخبار اہلفقہ کئی روز ہوئے تقریبًا چار یا پانچ ہفتوں کے بعد آیا تہا غالبًا اپنے قدردانوں
کی ناقدری سے مالی مشکلات میں مبتلا چندروز ہوئے ہیں اسکے مربیوں نے باہمی چندہ کر کے اس
حامی دین و ملت کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے ملاحظہ مورخہ ۱۹ جمادی الاول
ہم نہیں سمجھتے یہ مضمون کس قسم کا ہے۔ ممکن ہے آپکو حضرت غنی کی دولت لا زوال الگئی ہو
جس سے آپکو کوئی مشکل پیش آتی ہو ورنہ تمامی اڈیٹران اخبار اسمیں مبتلا ہیں اور ناقدری پر
روتے رہتے ہیں مگر ایسے امور پر مضحکہ کرنا شرافت کے خلاف ہے۔
اڈیٹر اخبار اہل فقہ برابر لکھ رہا ہے کہ ہم بیمار ہیں اور اسوجہ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا مگر

آپکو باور نہیں آتا اور اوسکی مالی کمزوریوں پر شماتت کر رہے ہیں۔ کیا ایسی ہی تحریروں سے حریف پر غلبہ ہوتا ہے تعجب ہے آپ اپنے برادر عینی یا علاتی نجم لکھنؤ کو نہیں دیکھتے کہ سال بھر سے زیادہ ہوا ایک پرچہ بھی کبھی وقت پر نہیں شایع ہوتا۔ اور شایع بھی ہو جاتا ہے تو اسطرح کہ معمولی چار ورق پر ۱۲ ۱۲ لکھدیا کہ معلوم ہو یہ پرچہ دو تاریخ کا ہے حالانکہ ایک تاریخ کا بھی پورا نہیں ہوتا۔ ۲۰ جمادی الاول کا پرچہ ۱۲ جمادی الثانی کو آتا ہے اور کبھی بھی اوسکی شہیر نہیں نظر آتی۔

ہاں آپکی اس شماتت حاسدانہ سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ اب عام طور سے خارجیت کو نشو و نما ہے کیونکہ اہل عجم کی اگر قدردانی نہیں ہوتی تو اسیوجہ سے کہ وہ ناصبیت سے علیحدہ رہتا ہے۔ ورنہ تحریریں اوسکی وہابیونکے مقابلہ میں تو ایسی چسپت ہوتی ہے کہ وہابیونکا دل جانتا ہوگا۔

اڈیٹر اہلحدیث سے ہمکو امید ہے کہ وہ شریفانہ اور غیورانہ روش اختیار کرینگے اور اپنے حریف کی ایسی کمزوریوں پر شماتت نہ کرینگے۔ شادی مکن کہ برتو ہمین ماجرا رود۔

ہاں چونکہ سواد اعظم کا خطاب حنفیونکو ہی ہے لہذا اونکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب اور اپنے اخبار کی قدر کریں اور کم سے کم اس قسم کے دلخراش طعنوں سے تو اپنے قومی اخبار کو محفوظ رکھیں ؎

جراحات السنان لہا التیام ؎ ولا یلتام ماجرح اللسان ؎

ہمارے لئے ترئی و کدو برابر ہیں مگر حنفی اسکے مدعی ہیں کہ اونکے امام اعظم شاگرد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ اور وہابیونکے امام اعظم ابن تمیمہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مناسب تھا کہ وہ بخاری و زہری و محمد بن جریر طبری وغیرہ کی شاگردی اختیار کرتے ببین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ کیونکہ یہ وہابی وہی ہیں جنہوں نے روضہ رسول کو منہدم کرنا چاہا۔ حضرت کے روضہ اقدس کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ اور کربلائے معلے و نجف اشرف کے تباہ کرنے پر آمادہ رہے لہذا شیعہ و سنی کی متحدہ قوت سے ان خوارج کا دفع لازم ہے۔

التقریظات

توحید الائمہ

ہمارے فاضل دوست ملا فاضل ممتاز الافاضل خیر الاقران والاماثل جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب دام علاہ مدرس عربی اسکول دہلی کی تازہ تصنیف ہے جسپر جہاں تک وہ غور کریں کم ہے

کیونکہ یہ صرف زاد آخرت ہی نہیں ہے جس سے وہ مدارج اعلیٰ پر فائز ہونگے۔ بلکہ اس سے ممدوح کی اُس غیرت اسلامی اور قومی ہمدردی کا پتہ چلتا ہے جو خداوند عالم نے اونکے دلمیں ودیعت کیا ہے کیونکہ جب عام طور سے مدعیان اسلام کی توحید بدنام ہو رہی ہے کہ خود اہل اسلام عقاید ابو الحسن اشعری سے نالان ہو رہے ہیں کہ اسنے اسلامی توحید کا ستیاناس کیا۔ اور دوسری طرف آریہ اور نیچری اپنے ضلالت انگیز عقاید کو اسطرح پھیلا رہے ہیں کہ سارے عالم پر اوسکا جلوہ نمایان ہو رہا ہے۔

اس ہنگامہ محشر خیز میں جناب ممدوح نے اس کتاب لاجواب توحید الآئمہ کو اردو ملیس زبان میں شایع کیا جسمیں زیادہ تر حدیث مفضل اور حدیث اہلیلج کا ترجمہ ہے جو حدیث کا ہے کو بلکہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کا وہ مسلسل کلام ہے جو حضرتؑ نے اپنے ایک بزرگ صحابی مفضل سے فرمایا۔ اور ایک حکیم دہریہ کے سوالات کا ایسا تشفی بخش جواب دیا کہ وہ لاجواب ہو گیا۔

اس کتاب کا نفع مومنین کو صرف یہی نہیں ہے کہ اونکا ایمان تازہ ہوگا۔ بلکہ حکمت کے ایسے ایسے نکتے اور دقائق معلوم ہونگے جنکی بڑے بڑے فلاسفروں کو بھی اطلاع نہیں۔ اور توحید خداوند عالم پر ایسا پختہ ایمان ہوگا کہ پھر تزلزل نہو سکے۔

مگر سب سے زیادہ نفع اہل سنت اور آریونکو ہوگا جو مدعی توحید تو ضرور ہیں مگر اصل توحید سے بیگانہ ہیں کہ اوسکو توحید ہی نہیں کہہ سکتے۔

لائق مصنف اگر شرح حدیث میں کچھ زیادہ محنت کرتے یا کم سے کم کتابونکا نام بھی پورا لکھتے جس سے اصل حدیثیں ماخوذ ہیں تو زیادہ مفید ہوتا اور اسکی ضرورت نہ پڑتی کہ آخر میں اون حروف اشارہ کی توضیح کرنی پڑی جو اصل کتاب بحار الانوار میں لکھے ہوئے تھے۔

باینہمہ چھپائی لکھائی اور کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے مگر افسوس کہ حروف بہت باریک ہیں جس سے ۲۰۲ صفحہ پر یہ کتاب تمام ہوئی ہے قیمت ارزان ہے۔ سید زوار حسین و محمد اسلام مسجد نواب علی خان کشمیری دروازہ دہلی سے طلب فرمائے۔

حیات انیس

یہہ بھی تماشائے قدرت ہے کہ جس میر انیس مرحوم کا پڑھنا سننے کو اسطرح مومنین اومنڈتے تھے کہ بڑے بڑے عالیشان مکانونمیں تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔ وہی انیس۔ آج اس عالم میں آگیا کہ

نہ اوسکی کوئی نامی یادگار رہے - نہ کوئی عمدہ مقبرہ بلکہ ایک گمنام تنگ مکان کے تنگ لحد میں وہ سو رہا ہے جسکو خود لکھنو والے بھی نہیں جانتے کہ وہ مداح اہلبیت کہاں ہے - نہ اونکی اولاد کو کسی ایسی یادگار کا خیال آیا جس سے اونکی شان کی رفعت نمایاں ہوتی - نہ اوس معزز قوم کو جسمیں ایسے قابل قدر شاعر نے وجود پایا - حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کیسے کیسے اشخاص کی یادگاریں قایم ہو رہی ہیں جنکے وجود اور نسبت سے اسلام کو شرمندگی ہوتی ہے -

میر انیس مرحوم نے جس اخلاص نیت سے مدح امام حسین مظلوم شہید کربلا لکھی تھی اور تمام عالم میں فضائل اہلبیت کو مشہور کیا تہا - اس خدمت کا معاوضہ خدا پر لازم تھا کیونکہ امام حسینؑ کی شہادت محض احیاء دین کے لئے تھی نہ کسی ذاتی غرض اور ذاتی منفعت کیلئے - اسی لئے خدا نے میر انیس صاحب مرحوم کو آج دنیا میں بھی بعد مردن وہ اعزاز عطا فرمایا کہ کم کسیکو نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دو مستقل کتابیں میر انیس مرحوم کی سوانح عمری میں ایسی شایع ہوئی ہیں جن سے میر صاحب مرحوم کے وہ کمالات ظاہر ہو رہے ہیں جو پہلے مخفی تھے -

ایک **موازنہ انیس و دبیر** جو مولوی شبلی صاحب کی تصنیفات سے - دوسری **حیات انیس** جو مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تصنیفات سے ہے

ان دونوں کتابوں کے مصنف علمائے اہلسنت سے ہیں جنہوں نے میر صاحب مرحوم کے کمالات شاعری کی ایسی بحث کی ہے کہ دنیائے تمام شاعروں سے میر صاحب کا درجہ بڑہا دیا جسے ہم کسیطرح مبالغہ نہیں سمجھتے بلکہ کلمہ حق ہے جو انکی زبان اور قلم سے جاری ہوا -

حیات انیس مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تازہ تصنیف ہے جسمیں مولوی صاحب نے جناب میر انیس صاحب مرحوم کی سوانح عمری بھی لکھی ہے اور خاندانی حالات بھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب مرحوم صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ خداوند عالم نے ابتدائے عمر ہی سے آپکو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ اپنی آپ نظیر تھے -

حیات انیس کے مولف نے میر صاحب مرحوم کے اون خصائل و عادات اور حرکات و سکنات کو بھی پوری تحقیق سے لکھا ہے جو میر صاحب مرحوم کی زندگی کے اہم واقعات سے ہیں مگر افسوس کہ تاریخ و سنہ وغیرہ کا پتہ نہ لگا سکے

حیات انیس میں جناب میر انیس صاحب مرحوم کے صرف وہ کمالات شاعری نہیں دکھائے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کی شاعری کس پایہ کی تھی، وہ پڑھتا کس قاعدہ کا۔ اور طرز ادا کا کیا عنوان تھا بلکہ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی میں کوئی شاعر نہ ایسا نازک خیال گذرا ہے نہ اس طرح تمامی محاسن کا جامع۔ بلکہ ہر صفت کمال میں وہ جوہر فرد تھے۔

حیات انیس سے خود مصنف کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ علم ادب میں کیسا کمال رکھتے ہیں اور کیسا ذوق صحیح ملا ہے۔ اسکے ساتھ چھپائی لکھائی۔ کاغذ بھی ایسا ہے جو اس کتاب کے مناسب تھا کہ منظر بھی نہایت خوش نما ہے۔

جن لوگوں نے میر انیس صاحب مرحوم کو نہیں سنا ہے اونہیں اس کتاب کا دیکھنا اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے کہ معلوم ہو مداح اہلبیت کس شان کے ہوتے ہیں۔

ان خوبیوں پر قیمت ع سید منظر علی صاحب خلف مولوی امجد علی صاحب اشہری سے بہ نشان بنگلہ ازمیل مولوی سید علی حسین صاحب ممبر آف کونسل ریاست اندور طلب فرمائیے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

الحمد للہ کہ معراج ترقی کے زینے ہم بھی طے کر رہے ہیں۔ سنہ گذشتہ کا جلسہ شیعہ کانفرنس سبکے پیش نظر ہے کہ کس کامیابی سے لکھنؤ میں منعقد ہوا تھا لیکن نہ پہلے سے کوئی معقول تحریک ہوئی تھی نہ کافی انتظام تاہم اس خوش اسلوبی سے اسکے جلسے انجام پائے کہ مخالف و موافق کی زبان سے نعرہ تحسین بلند ہوا اور اس کامیابی اور خوش انتظامی سے اسکے جلسہ ہوئے کہ سبحان اللہ

اب دوسرے جلسہ کی خوش صدا آرہی ہے کہ پھر وہی جلسہ لکھنؤ میں بھی امسال بماہ ذیقعدہ قائم ہوگا جسکی تاریخیں ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ دسمبر مقرر کی گئی ہیں کہ زمانہ بھی مناسب فصل بھی موزوں۔ لہذا جملہ مومنین پر لازم ہے کہ اپنے اس قومی کانفرنس کی شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے شیعیان حیدر کرار مردہ قوم نہیں ہے بلکہ وہ زندہ قوم ہے کہ اسلام کا اگر نام قائم ہے تو اسی قوم سے ایمان کی روح تازہ ہے تو اسی معزز قوم سے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی اگر یکتا پرستش کوئی کرتا ہے تو یہی قوم

اس کانفرنس کی ممبری کی فیس ۵ ہے جس ممبروں کو جلسہ میں رائے دینے کا حق ہوگا کانفرنس کا مہمان ہوگا حقوق مہمانداری علماء کرام ادا کرینگے کیونکہ وہی اس کانفرنس کے بانی ہیں اور وہی مربی پھر اس سے بڑھکر کیا فخر ہو سکتا ہے کہ علماء کرام آپکی خدمت کریں اور آپکو مہمان بنائیں۔

وزیٹری کی فیس عصہ ہے جس سے رائے دینے کا حق تو نہوگا مگر اپنی قوم کی عظمت اور جبروت کا بخوبی نظارہ کر سکتے ہیں اور علماء کرام کی زیارت سے مشرف ہونگے۔

فیس ممبری اور وزیٹری جہانتک جلد ہو سکے بنام سکریٹری شیعہ کانفرنس آنا چاہئے اور تاریخ معین پر شریک جلسہ ہوکر قوم کی اصلاح و فلاح میں کوشش کرنی چاہئے۔

سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس مولوی علی غضنفر صاحب مع اپنے شرکا کے بہت جلد ممبران شیعہ کانفرنس کے یہاں تشریف لیجانیوالے ہیں۔ ابتدا پہلے پنجاب اور سندھ سے ہوگی اور تمامی ہندوستان کا دورہ کرینگے لہذا جہانتک جلد ہو سکے مومنین درخواست ممبری مع فیس روانہ کریں۔ اور جہاں جہاں سکریٹری صاحب تشریف لیجائیں وہانکے علماء اور عمائدین کو ہر طرح کی امداد لازم ہے کہ تعداد ممبران اور شرکاء جلسہ میں بہ نسبت سال گذشتہ اضافہ ہو کیونکہ پہلے جو کچھ کیا ناواقفیت اور بیخبری ہیں۔ اور اب تو فضل خدا سے اس کانفرنس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں اسکے آثار اور برکات دیکھ چکے ہیں۔ لہذا اس دفعہ پوری کوشش اور سرگرمی سے توجہ لازم ہے۔

ممبران شیعہ کانفرنس سے ہمکو امید ہے کہ آپ جہاں قوم کے اغراض و ضروریات سے واقف ہیں وہاں آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ غیر قومیں کیا کر رہی ہیں۔ اور ہم کس درجہ غافل ہیں لہذا آپکا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے اس قومی جلسہ کے کامیاب اور شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ سکریٹری صاحب کو وہاں جانیکی ضرورت ہی نہو جہاں آپ اپسے معززین ممبران کانفرنس قیام پذیر ہیں۔ کیونکہ رعیداد شیعہ کانفرنس آپ دیکھ چکے ہیں جس سے معلوم ہوا کس قدر مصارف ہوئے لہذا آپکی کوشش اسمیں ہونی چاہئے کہ کانفرنس کے سرمایہ میں ترقی ہو اگرچہ اسوقت کوئی سرمایہ نہیں بلکہ مقروض ہے اور مصارف میں کمی۔

العالم الاسلامیہ

ایران اور شاہنشاہ ایران سے ہماری ہمدردی نہ اس اصول پر ہے کہ ہم انکو خلیفہ سمجھتے ہیں

یا امیرالمومنین نہ اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں کیونکہ اس قسم کی ہمدردی تو ہمارے مخالفین کو ہوتی ہے سلطان روم سے جنکو وہ امیرالمومنین اور خلیفۃ المسلمین کا لقب دیتے ہیں۔ بلکہ ایران چونکہ ہمارا ہم مذہب اور ہم قوم ہے اسلئے فطرۃً اونکے حسن و خوبی سے ہمکو مسرت ہوتی ہے اور قومی ہمدردی۔ اور خرابی و تباہی سے رنج و ملال

ایران کے حالات ایک عرصہ سے اسدرجہ خطرناک ہو رہے ہیں کہ ہم تو اونکے ہم قوم ہی ہیں اغیار کو افسوس ہو رہا ہے اور دشمنونکو بھی رحم آ رہا ہے جو انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر چارہ کیا ہے فرق ہے تو اسقدر کہ سلاطین یورپ جو بالکل غیر ہیں۔ وہ شاہ و رعایا کی اصلاح میں کوشاں ہیں اور کسیطرح ناجائز فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتے۔ مگر سلطان روم ابتدا سے اس کمزوری سے فائدہ اوٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں گو بجز حرمان آجتک کچھ نصیب نہوا کیونکہ روس و انگلستان کا معاہدہ ایسا قوی ہے کہ ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتا بجز اسکے کہ سلطان کا کچھ ناحق خرچ ہوا اور رعایا ایران کچھ ناحق قتل ہوں جنکا خون سلطان روم کے نامہ اعمال میں لکھا جاوے اور قیامت تک یہ بدنامی انکے نام رہے

سرحدی شورشیں تو اب عام سکون میں ہیں جتنے ناحق خون ہونے تھے۔ رعایا ایران کے ہو چکے جتنا مال لوٹنا تھا لوٹ چکے۔ سلطانی فوج پڑی ہوئی ہے اور دول یورپ سے سلطان بلطائف الحیل کام کر رہے ہیں مگر نہ تاب ماندن نہ پائے رفتن۔

شاہ ایران **محمد علی** شاہ اصلح اللہ حالہ و عافاہ اندنوں نشہ جوانی اور غرور حکمرانی میں اسدرجہ سرشار ہیں کہ نہ اونکو دن معلوم ہوتا ہے نہ رات۔ جتنے قصے کہانیاں ہمنے بچپنے میں سنی تھیں کہ فلاں بادشاہ یوں سرا اوڑا دیا اسطرح فلاں کا گھر لوٹ لیا شہر کو تباہ کیا ملک کو ویران کر ڈالا۔ اگرچہ بچپنے میں کیسے ہی ڈراونے معلوم ہوتے تھے۔ مگر جبسے گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ عاطفت ہماری آنکھیں کہلیں اور ہوش سنبھالا اس قسم کے واقعات کو بڑے بوڑھوں کا قصہ سمجھا گئے اور جسطرح جن و پری کے قصے صرف دماغ پر ایک بوجھ ڈالنے والے تھے اوسیطرح یہ واقعات ناممکنات سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہمنے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو نہ گھر ویران ہوتے ہیں نہ دور رین آتی ہیں نہ کوئی بلا وجہ گرفتار ہوتا ہے۔

مگر محمد علی شاہ نے اس سنہ ۱۳۲۶ ہجری میں اپنے افعال و اعمال سے بتا دیا کہ تم جسے ناممکن یا بعید از قیاس خیال سمجھتے تھے دیکھو ہم اوسکی کسطرح تصدیق کرتے ہیں۔ ان واقعات سے ہمکو سمجھنا چاہیئے

گر جو واقعات گذر چکے اور جو حکایات تم سنتے آئے اونمیں کوئی بھی بے اصل نہیں ہماری سی لاکھوں سلاطین گذرے ہیں جنکے اعمال نہ صرف کتب تواریخ میں درج ہیں بلکہ ہزاروں فسانہ گو کے نوک زبان ہیں

۷ جولائی کا تار مظہر ہے کہ تبریز میں جو درمیان طرفداران سلطنت اور ہوا خواہان پارلیمینٹ لڑائی ہوئی اوسمیں بارہ ہزار اہالی تبریز سے مارے گئے العظمۃ للہ۔

۲۳ جون کی خبر اخبارات لندن یہ شایع کرتے ہیں کہ طہران میں ۸۰۰ ایرانی پارلیمینٹ کے گرد شہید کیے گئے کشتوں کے انبار لگا ہوا تھا۔

۹ جولائی کی خبر ہے کہ تبریز کا فساد روبترقی ہے قحط کی زیادتی نایابی اور بھی اس فساد کو [illegible] ہے بازار سب بند ہیں۔ رعایا کا بخالفت سلطنت ہجوم ہے مسجدیں مملو ہو رہی ہیں۔

[illegible] نام جناب آقا سید محمد صاحب طباطبائی اور جناب آقا سید عبداللہ صاحب بہبہانی [illegible] حافظ [illegible] اور رعایائے ایران کے پشت پناہ سلطنت مشروطہ کے حامی۔ ان ظالموں کے ہاتھ سے [illegible] مصیبت میں مبتلا ہیں۔ دونوں بزرگوار کو غل و زنجیر سے مقید کرکے بکمال بے احترامی شاہ کے پاس لائے۔ اور شاہ نے قید کا حکم دیا

خود شاہ کی پھوپھی یا خالہ نے اسوجہ سے کہ اونکا مکان بھی غارت کیا گیا تھا خودکشی کرلی۔

۹۔ اڈیٹران جناب اور [illegible] قومی لیڈر انگریزی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہیں۔

شاہی فوج سفارتخانہ انگریزی کے گرد مسلح محاصرہ کئے ہوئے ہے جسکے سبب انگلستان میں تخت تشویش پھیلی ہے ملک معظم **اڈورڈ ہفتم** اور شاہ ایران میں مراسلات جاری ہے۔

سر اڈورڈ گری وزیر خارجہ انگلستان نے بجواب مسٹر [illegible] بیان کیا کہ دولت [illegible] سلطنت ایران میں خط و کتابت ہو رہی ہے اسکے نسبت کہ سفارتخانہ کے محاصرہ میں سخت [illegible] دولت انگلستان کی ہتک ہے جہانتک یہ مقدمہ متعلق ہوا

دولت روس نے بھی نہایت سختی سے اسکی تائید کی ہے اور [illegible] شاہ ایران کو بہت جلد معذرت کرنا چاہیے

سر اڈورڈ گری وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ ہمنے ایک معذرت نامہ تیار کیا ہے جسے چاہیے کہ شاہ ایران بذات خود سفارتخانہ انگریزی میں پیش کریں اور معذرت خواہ ہوں ورنہ یہ قصہ طے نہوگا۔

حبل المتین رقمطراز ہے کہ اس سے بڑھکر دولت ایران کی کیا ہتک ہو سکتی ہے کہ [illegible] اسپر مجبور کئے جاتے ہیں یہ سب نتیجہ ہے شاہ کی ناتجربہ کاری و بے تدبیری کا

حق یہ ہے کہ شاہ نے اپنی خود رائی اور خود پسندی سے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس سے نہ خود اپنے رعایات کی عزیزی کی صفت کو ضائع کر رہے ہیں بلکہ غیروں کی نظر میں اپنا وقار کھو رہے ہیں ۔ خدا رحم کرے ۔

تلگراف علما ابوشہر بنام شاہ ایران ۔ اعلیحضرت آپکا تار موصول ہوا اور حالات معلوم ہوئے الحمد للہ کہ سلطنت بیدار ہو اور کہ اچھی نیک وجہ سے بخوبی واقف ہے متفقہ قوت سے شورائے ملی کو قایم کیا اور قانون اساسی کو پاس کیا مجمع اسلام علماء اعلام نے اسکی توثیق و تصویب کی ۔ اور اسکی مخالفت کو حکم مخالفت شرع اور محاربہ امام زمان عجل اللہ ظہورہ میں داخل کیا آپکا استدلال حدیث انی تارک فیکم الثقلین سے ویسا ہی ہے کہ شاعر کہتا ہے ۔

قران کنند حفظ و بنامرکشند تیغ　　لیسین کنند حرز و امام مبین کشند

کیا مجلس شورائے ملی کا عمل قران پر نہیں ہے جسکی مخالف خسران و زیان ہے ۔ کیا آپکی حکومت ناجائزہ کا یہ اثر نہیں ہے کہ حجۃ الاسلام شہید رابع کو قتل کیا اور تمامی اہل اسلام کو اونکے ورد مصیبت میں مبتلا کیا ۔

کیا آپکی مخالفت کا یہ نتیجہ نہیں ہوا کہ سید احمد شہید اعلی اللہ مقامہ شہید کیے گئے اور اونکا جسم جلایا گیا ؟ کیا کسی پر مخفی ہے کہ قتل مسلمین سب آپکی تحریک سے ہو رہا ہے ۔ اور سرحد کی خرابی غیروں کی مداخلت سب آپکی بدولت ہو رہی ہے

اپیل مقدمہ شیعہ و سنی لکھنو

گذشتہ نمبر میں ہم اجمالی حالت اسکی لکھ چکے ہیں کہ ۲۲ آدمی شیعیان حیدر کرار سے اس مقدمہ میں ماخوذ ہیں ۔

۲ سال ۔ ۱۸ ماہ ۔ ۱۵ ماہ ۔ ۳ ماہ قید کی سزا دی گئی ۔

اب یہ مقدمہ زیر اپیل ہے اور اسکی تحریک کی گئی تھی کہ قومی فنڈ سے کچھ امداد کیجاے ۔ اس صدا پر سب سے پہلے جو لبیک کی آواز بلند ہوئی تھی وہ نوگانگ ضلع بندیلکھنڈ سے ۔ چنانچہ جناب سید مولی حسین صاحب ملازم محکمہ سروے لکھتے ہیں ۔

مقدمہ عاشورا و اربعین جو لکھنو میں بین مذہب حقہ شیعہ و اہل خلاف ہوے ہیں ۔ او نمیں تقریباً دو تہتو حضرات شیعہ کو سزاء و جرمانہ و قید ہوئی ہے ۔ ان مظلوم سادات کی رہائی کیلئے اکثر جگہ چندہ کا فنڈ کھولا گیا ہے تاکہ اپیل و نیز ضمیمہ اپیل وغیرہ و رہائی کی فکر کیجاے لہذا جن حضرات کو قومی ہمدردی منظور ہو حسب حیثیت بہ تقرب حضرت فرمائیں کہ کل رقم کی جملہ فہرست بہ اداد فہرست اصلاح میں بھیجی جائے وہاں بذریعہ اصلاح رسید چھپ جاوے گی نقد یا ذر منظر مدرسہ اسلامیہ سادات ضلع اناؤ کی نسبت ایک مختصر نوٹ اصلاح نمبر میں شایع ہو چکا ہے خوشخبری ہے کہ جناب محمد حسین صاحب سکرٹری کو معلوم ہوا کہ جناب ڈاکٹر مولوی غلام حسین صاحب پنشنر سابق مہتمم جنگلات جالندہو کو خیر شا [illegible] صاحب مرحوم نے اپنی تحویل سے مبلغ چار سو ننانوے روپیہ جو بطور امانت تہا با خبر رسید جناب مولوی علی حسین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ سادات ضلع کے حوالہ کیا ہے جزاہ اللہ خیرا

کیا آپ کچھ جاننا چاہتے ہیں؟

[illegible]
لیاقت - تجارت - وغیرہ مین ترقی ہو سکتی ہے وہ کیا ہے [illegible] انگریزی کی تعلیم [illegible]
[illegible]
[illegible]
فرمائیے - انگلش ٹو انگریزی جلد اول جسمین [illegible] عبارت کو انگریزی مین لکھنے - الفاظون کی ہجے کرنا خط
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگریزی ترجمہ جس سے بولنے مین [illegible] ترقی ہو
قیمت [illegible] جلد پنجم اردو سے انگریزی ڈکشنری [illegible] انگریزی الفاظون کے اردو معنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگریزی [illegible] اور پھر اسکی انگریزی [illegible] قیمت [illegible]
[illegible] انگریزی ترجمہ [illegible] قیمت [illegible]

تاریخ [illegible] صفحے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ایک مشہور کارخانہ مسرز [illegible] شری [illegible] سوداگران صدر انبالہ

عرق مرکب کھوئی۔ اطریفل [illegible] ان دونون دواؤن کا تجربہ [illegible] ایک [illegible]
مین خلق خدا کو ضرور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سال سے
سقوط اشتہا ضعف معدہ [illegible] [illegible] [illegible] ورد شکم۔
ان عطائین دواؤن کے متعلق [illegible] [illegible] بہت [illegible] معرف
اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
مجیت عرق کھوئی [illegible] [illegible] [illegible] ۲ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] حکیم مولوی سید محمد [illegible] [illegible]

کرامت نامہ [illegible] [illegible] [illegible] جناب مولانا السید [illegible] صاحب قبلہ [illegible]
بعد سلام مسنون الاسلام [illegible] [illegible] آپ کی [illegible] عرق کھوئی [illegible] کا بوقت ضرورت
ورد شکم [illegible] [illegible] [illegible] ضعف معدہ وغیرہ مین استعمال کیا گیا بہت [illegible]
لہذا [illegible] [illegible] عرق کھوئی [illegible] بذریعہ ویلیو پیبل ارسال فرمائے [illegible] [illegible]
[illegible] الاکرام
محررہ [illegible] الانام وخادم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
ہم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] کر کے
[illegible] ہین یہہ دوا ایسی نہین ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیان
ایک شخص جس کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فائدہ ہوا
اجابت صاف ہونے لگی [illegible] حکیم صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کھانے سے
[illegible] [illegible] لکھے ہین غالبًا یہہ سب [illegible] [illegible] ہین۔

[illegible] امرتسر [illegible] جلد ۱۲ صفحہ ۶ ہم چاہتے ہین کہ آئندہ سے بعض [illegible] [illegible]
[illegible] یا کسی مستند طبیب کے تجربہ مین آجائین۔ اُن سے پبلک کو مطلع کرتے رہین۔ ایک بڑا فائدہ یہ
ہوگا کہ اشتہاری [illegible] [illegible] کے ساتھ واقفی [illegible] بھی [illegible] سامنے آجائین گے۔ حکیم
محمد [illegible] صاحب مقیم [illegible] نے عرق کھوئی اور [illegible] کی دو شیشیان ہمارے پاس
بھیجی ہین۔ ہم نے ایک مستند طبیب کے حوالہ کردین۔ اُنہون نے تجربہ کے بعد [illegible]
تجربہ کیا [illegible] [illegible] کے کتب متقدمین مین درج ہین وہ اس عرق اور [illegible] مین
کافی طور پر پائے جاتے ہین [illegible] اس کا استعمال مفید ہے [illegible]
[illegible]

مجرب　شفاخانہ مسیحائی لکھنؤ　مجرب

کون شخص ایسا ہے جو حکیم الملک حکیم مسیح الدولہ بہادر سے واقف نہو یہی حضرات ہمیشہ شاہان اودھ کے معالج رہے ہماری ہی خاندان کے زیر اہتمام شفاخانہ یونانی شاہی لکھنؤ تہا اور ابتک گورنمنٹ کی نظروں میں ہماری خاندان کی وقعت ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ دستگیر سے مجبور کیا کہ کچھ دوائیں مجرب خاندانی تیار کیجائیں جنسے تمام خلائق کو فائدہ پہونچے مصنوعی اشتہاری طبیبوں کو یہ کہاں قابلیت کہ وہ جان سکیں کہ ایک دوا کو دوسری دوا کیساتھ ملنے سے کیا اثر کیمیاوی پیدا ہوتا ہے جنکے قیمت وہ کہتی ہے کہ جس کی قیمت پانسو روپیہ کی دوا تیار ہونا غیر ممکن ہے ایک مختصر فہرست مختصر افعال و خواص کے ساتھ شایع کیجاتی ہے اور پوری فہرست عند الطلب بلا قیمت بھیجی جاسکتی ہے کوئی دوا بغیر پیشگی قیمت یا بغیر ویلیو روانہ نہو گی۔ محصول ڈاک ریل وغیرہ ذمہ خریدار اگر کوئی صاحب اپنے مرض کے متعلق مشورہ لینا چاہیں تو بذریعہ خط کے مشورہ دیا جا سکتا ہے

فہرست ادویہ

معجون عقل کل دماغ کے اکثر امراض خصوصاً حافظہ کے قوی کرنے میں نظیر اکثر طالبعلم امتحان میں کمی حافظہ کے سبب ناکام ہوتے ہیں انکے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک استعمال کیجائے۔ قیمت فی تولہ ۲ر

حبوب مقوی اعضاے رئیسہ یہ گولیاں اکثر امراض دماغی و معدہ اور جملہ اقسام کے دردوں کو اور فالج و قوت باہ اور ریزدہ امور جنکو جوان لوگ پسند کرتے ہیں فائدہ بخشتی ہیں ایک دو گولی وقت صبح بعد غذا اور ایک یا دو گولی شام کو بعد غذا ہمراہ شیر استعمال کرنی چاہئے قیمت فی درجن ۰۰۰۸ر

روغن بالوں کو بڑہانے اور جڑوں کو مضبوط اور سیاہی کو قائم رکہنے والا عورتوں کو اسکا استعمال [illegible] کا ایک جزو ہے قیمت فی شیشی ایک پاؤ کی۔ عہ

روغن مقوی دماغ خشکی و درد سر و نزولہ کو دفع کرتا ہے قیمت فی شیشی ایک پاؤ کی عہ ر

کحل الجواہر بصارت کو قوت دیتا والا دہند کو اور کمی بینائی کو دور کرتا ہے قیمت فی تولہ عہ

سرمہ دیگر کمزوری چشم و دہند کو نافع ہے اور نزول الماء یعنی آنکہ میں جو پانی آجاتا ہے اسکو روکتا ہے قیمت فی تولہ ۸ر

اطریفل [illegible] قیمت فی تولہ [illegible]

لوچ [illegible] خوشبودار [illegible] استعمال [illegible]

لی صاف ہوتی ہے اور ملاحت پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی ڈبیا ڈہائی تولہ کی

منجن دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اور خون کو روکتا ہے قیمت فی تولہ ۲ر

منجن دانتوں کی درد و ورم مسوڑہوں کو زائل کرتا ہے قیمت فی تولہ ۱ر

مسی خوشبو کرنے میں دہن کے بے نظیر ہے اور دانتوں اور مسوڑہوں کو مضبوط کرتی ہے اور منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور رنگت لاتی ہے قیمت فی تولہ ۱ر و ۲ر

شربت سعال کہانسی و نزلہ و زکام کو دور کرتا ہے بچوں اور بوڑہوں کے استعمال کے قابل ہے قیمت فی [illegible] عہ ر

شربت سعال دیگر نزلہ اور سینہ کی بیماریوں کو دفع کرتا ہے قیمت ایک پاؤ کی شیشی کیواسطے عہ ر

حب قے جو بلغم کو آسانی سے دفع کرے قیمت فی درجن ۱۰

حب سرفہ کہانسی بند کرتی ہے ایک دو گولی بوقت ضرورت کہائی جائیں۔ قیمت فی درجن ۲ر

حب ضیق النفس بچوں اور بڈہوں کو مفید قیمت فی درجن ۱۰ر

ماء اللحم مقوی دماغ و دل اور معدہ کو فائدہ بخشتا ہے کمزور اور بڈہوں کو جوانی کی لذت یاد آجاتی ہے قیمت فی بوتل [illegible]

ماء اللحم جو پرانی کہانسی و حرارت و مسلول و دق و مکرو [illegible] کو فائدہ کرتا ہے۔ قیمت فی بوتل [illegible]

شربت [illegible] قلب کو قوت دیتا ہے اور مفرح ہے قیمت فی بوتل عہ

شربت صالحین مفرح قلب و مسکن قیمت فی بوتل عہ ر

نمک سلیمانی تحفہ [illegible] و ہضم و اسہال [illegible] وغیرہ کو مفید [illegible]

خوراک ایک ماشہ یا دو ماشہ قیمت فی شیشی عہ

عرق سنتوج ہندی مقوی معدہ کاسر ریاح و دواہضمی قیمت فی بوتل عہ

حبوب مقوی معدہ کاسر ریاح نفخ کو دور کرتا ہی قیمت فی درجن ۱ر

روغن موون بچونکو بچپنی مین آپ یٹ یا حبہ مرض مین گرفتار ہوتے ہین مفید ہی قیمت فی تولہ عہ

روغن مقوی باہ جسکے استعمال سے قوت اصلی عود کر آتی ہی قیمت فی تولہ

سفوف جو آلات بول کے زخم کو دور کرتا ہی قیمت فی تولہ ۴ر مقدار خوراک ہو ما

سفوف جریان جریان مین رطوبت سفید جو پیشاب کے قبل یا بعد آتی ہے اس مرض کیوجہ سے کمر او پنڈلیون وغیرہ مین درد پیدا ہو جاتا ہی اور جوانی کو خاک مین ملا دیتی ہی مرد و عورت دونون اس سے محفوظ کم رہتی ہین قیمت فی تولہ ۴ر مقدار خوراک ۳۔ ماشہ

دوائی حمول نسوان کو جو رطوبت آتی ہی جس سے وہ مثل بیمار کے رہتی ہین اور بے اولاد ہونے سے بھی محروم رہتی قیمت فی تولہ ۲ر و ۱ر

حب مصفی خون جوانی مین نا عاقبت اندیشی سے اکثر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہی قیمت نمبر اول فی درجن ۶ر و نمبر دوم فی درجن ۴ر

عرق عشبہ جملہ اقسام کے فساد خون کو دور کرتا ہی قیمت فی بوتل عہ ر

معجون دافع اختناق الرحم دنیا کی بہت کم عورتین ہین جو اس مرض سے بچی ہون قیمت فی تولہ ۴ر مقدار خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک

ناس جو بروقت دورہ اختناق الرحم استعمال کیجاتی ہی قیمت فی تولہ

حمول دافع اختناق الرحم قیمت فی تولہ ۴ر

حب لرزہ جو قبل آدھ گھنٹہ لرزہ کے کہلائی جائے اگر بعد تپ کے کھائی تو زائد نافع ہی دو دن یا تین دن کے استعمال سے لرزہ بالکل دور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی درجن ۳ر

حبوب تپ بلغمی و سوداوی اور عام تپون کو بھی مفید ہی نصف گھنٹہ قبل تپ کے استعمال کرنا چاہیے ایک گولی بچونکو اور دو گولیان جوانونکو قیمت فی درجن ۱ر

حبوب دافع اورام شکم اطفال کو خصوصاً اور جملہ اورام کو عموماً اور ان کے رحم کو بھی نافع ہین خوراک ایک گولی بچون کو اور دو گولیان جوانونکو قیمت فی درجن ۲ر

روغن ناسور اسکے استعمال سے ناسور بہت جلد ٹھیک ہو جاتا اور اچھا ہو جاتا ہے قیمت ایک شیشی نصف اونس کی عہ

مرہم دافع خنازیر یہ مرہم جلاوہ ورم کو بہت مفید ہی علی الخصوص مرض خنازیر کو بچونکے لئے زائد نافع ہی اور جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ۲ر

مرہم جو پرانے زخمونکو عموماً اور خصوصاً ان زخمونکو جو جوانی مین بنا بے احتیاطی سے پیدا ہو جاتے ہین مفید ہے قیمت فی تولہ ۴ر

عرق خضاب جو عرق ریش سے استعمال کیا جاتا ہی اور چند منٹ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین اور اتفاقاً جلد پر کچھ سیاہی لگ جاوے تو دوسرا عرق پانچ منٹ بعد استعمال عرق سابق کے لگایا جاوے کہ بالکل سیاہی جلد رفع کر دیتا ہی قیمت فی شیشی عہ ر اور نصف اونس کی ۸ر

قرص خضاب یہ قرص آملے کے پانی مین گھول کر لگایا جاتا ہے تھوڑے سے عرصہ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین آخر مین بالونکی خضاب رہتی ہین مثل اصلی سیاہ بالونکے معلوم ہونے لگتے ہین قیمت نمبر اول فی تولہ ۴ر نمبر دوم فی تولہ ۲ر

سفوف خارشت خارشت کو خصوصاً اور عام دانونکو بھی مفید ہی روغن گل یا مکھن مین ملاکر استعمال کیا جاتا ہی قیمت فی تولہ

حبوب قوبا۔ یہ گولیان سرکہ مین پیسکر لگائی جاتی ہین داد کو از حد مفید ہین۔ قیمت فی درجن ۲ر

مرہم دافع داد و داکوتہ ان دونون کیواسطے یہ مرہم مفید ہے مگر داد کیواسطے زائد مفید ہے۔ قیمت فی ڈبیا ۴ر

حبوب دافع طاعون یہ گولیان طاعون کیلئے بہت نافع ہین قیمت فی درجن ۲

عرق دافع طاعون۔ قیمت فی بوتل عہ

مرہم محلل ورم طاعون یہ مرہم طاعون کی گلٹی پر لگانے سے بہت جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ۲ر

حبوب بواسیر دموی خوردنی قیمت فی درجن ۲ر

حبوب بواسیر ریحی خوردنی قیمت فی درجن ۲ر

حبوب محلل ورم بواسیر ریحی و دموی قیمت فی درجن ۲ر

سفوف محلل ورم بواسیر دموی و ریحی قیمت فی تولہ ۲ر

المشتہر

حکیم مرزا محمد تقی خان و برادران از لکھنو

کترہ ابو تراب خان

لی علیاً قال فذهب الی علی فقال
له ما حاجتك فقال يدعوك
خليفة رسول الله فقال علی لسريع
ما كذبتم علی رسول الله فرجع
فابلغ الرسالة قال فبكى ابوبكر
طويلاً فقال عمر الثانية لا تمهل
هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال
ابوبكر لقنفذ عد اليه فقل له
امير المؤمنين يدعوك لتبايع فجاءه
قنفذ فادى ما امر به فرفع علی صوته
فقال سبحان الله لقد ادعى ما
ليس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة
فبكى ابوبكر طويلاً ثم قام عمر فمشى
معه جماعة حتى اتوا باب فاطمة
فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت صالی وابن ابی قحافة
فلما سمع القوم صوتها وبكائها
انصرفوا باكين وكادت قلوبهم
تتصدع واكبادهم تتفطر وبقی عمر
ومعه قوم فاخرجوا علياً فمضوا
به الی ابی بكر صفحه ۲۲ جلد ۱

غلام تہا کہا کہ جاکر علی کو بلا لا قنفذ
حضرت علیؑ کے پاس گیا حضرت نے پوچھا کیا
غرض ہے تیری۔ قنفذ نے کہا کہ خلیفہ رسول
آپکو بلاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا ہر آئینہ بہت
جلد تمنے رفتار کیا رسول اللہ پر۔ قنفذ واپس
آیا اور جو کچھ حضرت علیؑ نے کہا تہا ابوبکر سے
بیان کیا۔ پس روئے ابوبکر دیر تک۔ عمر نے
کہا دوبارہ کہ مہلت نہیں دینا چاہئے ابوبکر
نے پہر قنفذ سے کہا کہ جاکر علیؑ سے کہو کہ امیر المومنین
تمکو بلاتے ہیں کہ بیعت کرو حضرت علیؑ نے
اوسکے جواب میں کہا۔ ایسا دعوی کیا ہے
جسکا وہ کسیطرح اہل نہیں۔ قنفذ نے آکر
بیان کیا تو پہر ابوبکر روئے دیر تک اسکے بعد
کہڑے ہوئے عمر اور چلے اونکے ساتھ ایک جماعت
یہانتک کہ آئے دروازہ پر مکان جناب سیدہ
کے جب حضرت سیدہ نے اونکی آواز سنی تو
فریاد کی بلند آواز سے (عبارت مشکوک) اکیلا
ہوا ہے بیٹا ابو قحافہ کا جب لوگوں نے حضرت
سیدہ کی فریاد کی آواز اور رونا سنا۔
تو سب روتے ہوئے وہاں سے چلے آئے اور
قریب تہا کہ قلب اونکے شگافتہ ہوں اور جگر
اونکے پارہ پارہ ہوں اور کہڑے رہے عمر اور اونکے ساتھ ایک قوم تھی پس باہر نکالا علیؑ کو
اور لیگئے اونکو ابوبکر کے پاس۔

اللہ رے حضرت ابوبکر کی رقت قلبی کہ زار زار رو رہے ہیں مگر بقول انکے ان لی شیطانا یعتر یننی انکی مہار کسی ایسے زبردست ہاتھ میں ہے کہ روتے ہیں مگر چھوڑتے نہیں۔ تو کیا اسکے بعد بھی اونکو نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے کسکو خلیفہ کیا تہا؟

آٹھواں افسوس۔ ہے کہ کاش پوچھتے انصار کا بھی کچھ حق ہو کہ نہیں جس سے ظاہر ہے کہ انکو اپنی خلافت کا حکم معلوم تہا نہ مہاجرین کی تخصیص۔ جس سے حدیث الآئمہ من قریش بھی غائب ہوئی اور طرف مہاجرین کا حق ہونا بھی غائب ہوا۔ اسکے ساتھ انکا تسلط خلافت پر اور اہلسنت کی انکی طرفداری عجب حیرت افزا معاملہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔

نواں افسوس البتہ قابل قدر ہے کہ خلیفہ اول کو مرتے وقت تک بنت الاخ اور عمہ کا میراث نہ معلوم تہا جسکے لئے افسوس کرتے رہے۔ اور واقعاً جسکو اپنے بزازہ سے فرصت نہ ہو وہ کیا سیکھ سکتا ہے۔

بہرحال چونکہ مقصود اصلی حدیث سلامت ہے المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کی شرح ہے کہ کسطرح اس حدیث کی تعمیل طبقۂ اول میں کی گئی بلکہ خود خلیفہ اول سے کی جو فطرۃً ایک نرم دل اور رحیم آدمی بنائے گئے تھے کہ ایک کافر کو بھی مدۃ العمر نہ قتل کیا۔ اور مسلمانوں نیز اونکی زبان ایسی تیز تھی کہ جب حکم دیا تو آدمی کے جلائے ہی اور پہونچتے ہی کا کہ نہ زخمی پر رحم کرو۔ نہ قیدی پر۔ بلکہ سبکو قتل کرو اور آگ سے جلا دو۔

لطیفہ حجاج یہاں ایک لطیفہ یاد پڑا کہ ایک موقع پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا اگر تمامی دنیا کے ظالم سلاطین اپنے اپنے ظالموں کو لائیں اور ہم صرف اپنے حجاج کو پیش کریں تو سب پر حجاج ہی غالب نکلیگا مگر حق یہ ہے کہ حجاج بہی اس بوڑہے خلیفہ کے نامۂ اعمال کے مقابلہ میں شرما جائیگا کیونکہ اوسنے اگر لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا تو انشاء اللہ قتلائے خلیفہ اول کی مردم شماری بڑہ جائیگی

اور اگر خدانخواستہ اسمیں کسیطرح کی کمی ہوگی تو نوعیت قتل میں ضرور انکا درجہ بڑہ جائیگا کیونکہ زندہ جلانا یا مردہ کا جلانا بنسبت حجاج کے ابتک نہیں معلوم ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان کو زندہ جلایا ہو۔

یہہ حجاج ہی وہ شخص ہے کہ اوس زمانہ کے تمامی صحابہ نماز میں اسکی اقتدا کرتے اور اسکو اپنا امام و پیشوا سمجھتے جیساکہ ابن حزم اسکی تصریح کی ہے مگر علامہ سیوطی اسکے نسبت لعنۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ عرب میں پہلا شخص جسنے زندہ آدمیونکو جلایا اوسکا نام عمرو بن ہند بادشاہ ہے جسکے بہائی سعد بن ہند کو سوید بن ربیعہ نے قتل کیا تہا۔ اس انتقام میں عمرو بن ہند نے ۹۹ آدمی کو بنی تمیم سے اور ایک آدمی کو قبیلہ براجم سے آگ میں جلایا جس سے اوسکا لقب محرق قرار پایا مجمع الامثال صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر مگر حضرت ابوبکر کا انتقام اوس سے بدرجہ سخت تہا کیونکہ وہاں ایک قبیلہ کے سو آدمی جلائے گئے تھے اور حضرت ابوبکر کی آگ تمامی قبائل عرب میں پہیلی تھی جسمیں قبیلہ مذحج۔ بنی اسد بن خزیمہ۔ بنی عامر۔ ہوازن۔ سلیم۔ بنی تمیم۔ (جسمیں پہلے عمرو بن ہند نے جلانے کی ابتدا کی تھی) کا نام بالخصوص لیا جاتا ہے اور یمن حضرموت۔ کندہ۔ بحرین۔ عمان۔ نجرین۔ شہرونکا نام مذکور ہے۔

ان حالات کے دیکہنے کے بعد آپکو تصدیق کلام جناب سیدہ میں جو بخاطبہ ابوبکر فرمایا تہا افحکم الجاھلیۃ تبغون کوئی عذر نہوگا کیونکہ بیٹیونکا محروم کرنا ارث پدری سے مسلمات اہل جاہلیت سے ہے اور بغرض انتقام آدمی کو زندہ جلانا زمانہ جاہلیت میں صرف ایک نظیر رکہتا ہے۔

زندہ جلانیکی بدعت جو ابوبکر صاحب نے جاری کی تھی ایسی نہ تہی کہ یوہیں دیکر رہ جاتی معٰویہ کے زمانہ میں اوسکے ہمنام معٰویہ بن حدیج نے حضرت ابوبکر کے چہوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر پر اسطرح جاری کیا کہ پہر حضرت عائشہ نے اوسکے بعد کبھی بہونا ہوا گوشت نہ کہایا حسن المحاضرہ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

ودخل عمرو بن العاص فسطاط مصر ثم دل علی محمد بن ابی بکر فجئی بہ وقد کاد یموت عطشا فقدمہ معاویۃ بن حدیج فقتلہ ثم جعلہ فی جیفۃ حمار فاحرقہ بالنار و ذلک فی صفر سنۃ ثمان وثلثین ص ۵ جلد ۲

یعنی عمرو بن عاص (صحابی) فسطاط مصر میں داخل ہوئے۔ محمد بن ابی بکر کے پوشیدہ

ہونے کی خبر دی گئی گرفتار کرکے لائے گئے اور ایسے پیاسے تھے کہ قریب تھا شدۃ عطش سے مرجائیں معویہ بن خدیج (صحابی) نے اونہیں قتل کیا اور جیفہ حمار میں (مردہ گدہا) رکہکر جلا دیا یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری کا ہے -

پھر اس سنت کو یزید بن معویہ نے علاوہ واقعہ کربلا - خاص مکہ میں جاری کیا کیونکہ عبداللہ بن زبیر وہاں پناہ گزین تہا اونکے قتل کے لئے لشکر بہیجا گیا منجنیق لگائی گئی مروج الذہب مسعودی میں ہے - واھدمت الکعبۃ واحترقت البنیۃ ص ۵۲ ا جلد ۶ کامل

یعنی خانہ کعبہ ڈہا دیا گیا اور بنیان اوسکی جلادی گئی -

بعدہ خلیفہ اول کے نواسہ عبداللہ بن زبیر نے اس سنت کو از سر نو زندہ کیا مروج الذہب مسعودی میں ہے وقد کان ابن الزبیر عمد الی من بمکۃ من بنی ہاشم فحصرہم فی الشعب وجمع لہم حطبا عظیما لو وقعت فیہ شرارۃ من نار لم یسلم من الموت احد وفی القوم محمد بن الحنفیۃ پھر کہتے ہیں -

وحدث النوفلی فی کتابہ فی الاخبار عن ابن عائشۃ عن ابیہ عن حماد بن سلمۃ قال کان عروۃ بن الزبیر یعذر اخاہ اذا جری ذکر بنی ہاشم وحصرہ ایاہم فی الشعب وجمعہ الحطب لتحریقہم ویقول انما اراد بذلک ارہابہم لیدخلوا فی طاعتہ کما ارہب بنو ہاشم وجمع لہم الحطب لاحراقہم اذ ہم ابوا البیعۃ فیما سلف وہذا خبر لا یحتمل ذکرہ ھنا ص ۱۶ حاشیہ جلد ۶ کامل

ابن الزبیر نے مکہ میں جسقدر بنی ہاشم تھے اونکو شعب میں محصور کیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں کہ اگر ایک چنگاری آگ کی بھی اوسمیں پڑتی تو ایک متنفس بہی نہ بچتا - انہی لوگوں میں محمد حنفیہ بہی تھے -

نوفلی نے روایت کی ہے کہ عروہ ابن الزبیر ہمیشہ اسکی معذرت کرتا کہ کیوں اوسکے بہائی عبداللہ نے بنو ہاشم کو اپنے عہد خلافت میں بمقام شعب قید کیا تہا اور لکڑی جمع

کی بھی جلانے کو۔ تو عروہ اسکا جواب دیتا کہ اس سے صرف انکا ڈرانا دھمکانا منظور تھا کہ لوگ انکی حکومت قبول کرلیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکڑی جمع کی گئی تھی جب بنو ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ اور یہ ایسی خبر ہے کہ یہاں اوسکا ذکر نہیں ہوسکتا

اب تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زبیر نے صرف اپنے جد امجد فاسد حضرت ابوبکر کی تقلید نہیں کی تھی بلکہ اوسکو استدلال میں بطور نظیر پیش کرتے کہ ہمیں نے نیا نہیں کیا کہ بنو ہاشم کو جلانا چاہا بلکہ جد اعلیٰ اسکے موجد تھے۔

اس بیان پر ایک امر بھی غور طلب ہے کہ ابن الزبیر کا سلوک تو حضرت محمد بن حنفیہ کے ساتھ یہ تھا کہ اونکو صرف اس جرم پر کہ ابن الزبیر کی بیعت نہ کی۔ اسطرح آگ سے جلانا چاہا اور محمد بن حنفیہ کا کیا برتاؤ ہوا۔ فقال لنا ابن الحنفیہ لا تقتلوا الا من قاتلکم کہ تمامی لشکر مختار سے جو اونہیں قید سے چھڑانے آیا تھا حکم دیا کہ تم ہرگز کسیکو نہ قتل کرنا مگر اوس کو جو تم سے قتال کرے۔

نہیں نہیں اسپر ترقی سنئے۔ کہ مختار نے جسے اہلسنت کافر ہی کہتے ہیں۔ جو اپنا لشکر امداد محمد بن حنفیہ کو بھیجا تھا تو اوس فوج نے بھی بخیال حرمت خانہ کعبہ تلوار چھوڑ دی تھی اور بجائے تلوار لکڑیاں لیکر آئے تھے کہ خانہ کعبہ کی بےحرمتی نہو۔ مگر خلفائے اہلسنت نے یزید سے لیکر تا بہ عبدالملک جو کچھ سلوک خانہ کعبہ سے کیا ناظرین تواریخ پر مخفی نہیں۔

تیسرا باب

اب ایک نظر اجمالی اوسطرف بھی دیکھنا چاہیے جہاں اس حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کی تعمیل ہوتی ہے تاکہ معلوم ہو جو لوگ رسول کو [illegible] سمجھتے تھے اور انکے احکام کو بمصداق ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی سمجھتے تھے کسطرح اس حدیث پر عمل کرتے جس سے خود بخود معلوم ہوگا رسول پر ایمان صادق کیونکر لایا جاتا ہے۔

وجوہ استحقاق۔ سب سے پہلے جو خیال یہاں قائم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب امیر کو

اپنی حقیت پر کس درجہ استقلال تھا

(۱) وفات رسول کے بعد آپکو کل حالات معلوم تھے کہ کیا ہو رہا ہے یہانتک کہ حضرت عباس عم رسول کہہ رہے ہیں۔ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کہ کہنے کو ہو جائے عم رسول نے بیعت کر لی مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ سلطان محمدؐ میں بھی کوئی منازعت کر سکتا ہے جس سے سمجھ سکتے ہو کہ اپنی حقیت پر کیسا یقین ہے کہ اس منازعت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذاللہ آپکو اتنی بھی عقل نہ تھی جو اس بات کو سمجھتے حالانکہ شور و غل بھی سن رہے ہیں سب کچھ سقیفہ میں ہو رہا ہے۔ نہیں آپکو اپنی حقیت کا وہ یقین تھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو کبھی ایسی جرأت نہیں کر سکتے کہ خلاف حکم خدا و رسول ایسا کام کریں۔ اور اگر وہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر اسکے مرتکب ہو رہے ہیں تو یہ معاملہ ایسا نہیں جو ایک دو شخص کی بیعت سے کچھ فائدہ ہو کیونکہ اس امر عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ پوری آمادگی سے مخالفت خدا و رسول کی جا رہی ہے پھر دوسرا اس بیعت سے کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

حضرت عباس نے دنیاوی خیال کے مطابق سمجھا یا کہ بیعت لے لو کہ کہنے کو ہو جائے ہماری بیعت مقدم ہے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اس ذریعہ سے جنگ و پیکار کی جائے۔ اور یہی دلیل حقیت قرار پائے کہ بوقت نزاع یہ حجت پیش کی جائے جناب امیرؑ اس نزاع کو بعد وفات رسولؐ بالکل خلاف مروت سمجھتے تھے کہ بلا تجہیز و تکفین رسول ادھر متوجہ ہوں اور بمقابلہ نص خدا و رسول بیعت کو بے سود بشرطیکہ بموافقت ہو ورنہ مخالفت خدا و رسول مد اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ جب بمخالفت خدا و رسول اس پر آمادہ ہو چکے ہیں تو بغیر جنگ و پیکار راہ پر نہیں آسکتے۔ اور جنگ و پیکار کرنا اس وقت بالکل منافی شان اسلام ہے لہذا بالکل انکار کیا اور فرمایا کہ کوئی اسکا مدعی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام کے ساتھ یہ دعوی تو ناممکن ہے۔

(۲) جو حقوق آپنے اسلام پر قائم کئے اور جسطرح اشاعت اسلام میں ساعی رہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک جو خدمتیں کیں وہ بجائے خود کافی نہیں اسکے لئے کہ آپکا حق مانا جا

اور کسیطرح آپکے حقوق میں مزاحمت نہ کی جائے۔

(۳) ابتداء روز اعلان نبوت جو معاہدہ حضرت نے آپسے کیا تہا وہ بہی پیش نظر تہا۔

(۴) رسم و رواج عرب بہی یہی تہا کہ جس قبیلہ کا سردار مرتا یا مارا جاتا تو اوسی قبیلہ کا دوسرا شخص جو اقرب ہوا وسکا قائم مقام بنایا جاتا ہے۔

لہذا ہر طرح آپ اپنے کو قائم مقام رسول اور جائز وصی وجانشین سمجہتے تہے اور وفات رسول سے تا بروز حصول خلافت آپ اپنے کو مستحق اور ہر طرح کا حقدار سمجہتے تہے اور دوسرونکو ظالم اور غاصب

انسکے ساتہ جب خلافت چہارم کا وقت آیا اور لوگوں نے آپکی خلافت قبول کرنا چاہا۔ مگر اوسی قاعدہ سے جو جاری ہوچکا تہا۔ تو کس طرح آپنے اونکو سمجہایا اور روکا کیونکہ آپکا خیال تو ابتدا سے یہی تہا اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو بے حکم خدا و رسول کسیکو امام بنا نہیں سکتے۔ اسلئے ہمیشہ آپکو اپنے حق کا مطالبہ رہا جب اونکی سرکشی اور تمرد کی آزمایش بخوبی کرچکے اور دیکھ لیا کہ اب انکے اخلاق بالکل بگڑ گئے اور کسیطرح یہ امر حق نہیں قبول کرتے کیونکہ ۲۵-۲۶ برس کی عادت بگڑی ہوئی ہے اور اگر مجبور ہوکر حق کی طرف رجوع بہی کرتے ہیں تو اوسی قاعدہ جاریہ سے۔ لہذا بالکل انکار کیا اور نہایت سختی سے نامنظور کیا تا کہ لوگونکو معلوم ہوجائے۔ آپ پہلے جو خواہاں تہے تو بغرض دنیاداری نہیں طالب تہے بلکہ بغرض خیرخواہی اسلام۔ اسیوجہ سے اب انکار کرتے ہیں کہ جب تملوگ حکم خدا اور رسول نہیں مانتے تو اپنی خواہش سے جسکو چاہو خلیفہ بنالو ہم جیسے تب ساکت تہے اب بہی ساکت رہینگے۔

جب دیکہا کہ نہ وہ کسیطرح دوسرے پر راضی نہیں ہیں نہ دوسرا کوئی خلیفہ ہوسکتا ہے کیونکہ اون لوگونسے جو ہے وہ کسی نہ کسی طرح خون خلیفہ میں شریک ہے جس سے اوسکا معرض انتقام میں آنا ضروری اور فتنہ و فساد کا ہونا ضروری لہذا ابتقاضائے مصلحت اسلام قبول فرمایا۔ مگر اوسکے ساتہ ہی یہ بہی کہدیا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جسکے متحمل نہ معمولی دل ہوسکتے ہیں نہ معمولی انسان۔ تاریخ کامل صفحہ ۵ جلد ۳

اب حضرت کو دو مرحلے پیش ہے ایک دنیوی دوسرا دینی۔ دنیوی مرحلہ تو کہتا ہے جس باطل طریقہ پر آجتک عمل درآمد ہوتا رہا آپ بھی کیجئے کہ جین سے حکمرانی فرمایئے سابق ارکان سلطنت پر سارا بار ڈالدیجئے جس طرح چاہیں وہ فتوحات کریں آپ مزاحمت نہ کریں۔ ظالموں کو معزول نہ کیجئے مظلوموں کی فریاد نہ سنئے۔ مستورے بھی اسیکے دئے جاتے ہیں یہانتک کہ اخص خواص بھی یہی راے دیتے ہیں۔

دینی مرحلہ کہتا ہے کہ آپ پر کچھ گذرے مگر اسلام حقیقی کی تعلیم قائم کیجئے۔ وہ بنائے اسلام کیا چاہتا ہے۔ کس اصول پر جہاد ہو۔ کس اصول پر فتوحات ہوں۔ کس اصول پر انتظام ہو۔ کس اصول پر قضایا فیصل ہوں۔ کیا قواعد مقرر ہوں جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ اسلام کی اصلی تعلیم کیا ہے۔ اوسکے احکام کیا ہیں۔ اوسکے اعمال کیا ہیں۔ کیونکہ حالت موجودہ میں تو اسلام ایک لوٹیرا مذہب ہے جسمیں بجز شکم پروری جبر و تعدی ناجائز کوئی بات نہیں۔

یہہ مطلب ایسا باریک ہے اور ایسا دقیق کہ معمولی عقل تو کیا بڑے بڑے عقلا بھی نہیں سمجھہ سکتے کیونکہ یہ اسرار الٰہی سے ہیں جسکو وہی سمجھہ سکتا ہے جسے خدا اس کام کے لئے منتخب کرے اور رسول اوسے اپنا نائب کرے دوسرا کیونکر اس مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے۔

حضرت کی کشمکش اسوجہ سے اور بڑھ گئی کہ جدہر سے آواز آتی ہے اسکی کہ تم سابقین کی تقلید کرو۔ اوسی راہ پر چلو وہی طریقہ اختیار کرو تو پھر تمام مہمات خلافت و ملت ہو جاتی ہیں۔ مگر جو اس غرض کے لئے پیدا ہوا کہ اسلام کا مربی ہو۔ اسلام کا مروج ہو وہ کیونکر دنیا کو دین پر ترجیح دے سکتا ہے وہ کیونکر اسلام کو ذلیل و خوار کر سکتا ہے۔ وہ کیونکر اسلام پر ایسا بدنما دھبہ آنے دے سکتا ہے جو قیامت تک نہ مرتفع ہو کیونکہ ابتو سب کیلئے خلافت اوسی شخص کے ہاتھہ میں گئی جو ابتدا سے اسکا وزیر اور مشیر تہا۔ پہر کیوں وہی مظالم جاری رہے اور اوسی اندھا دھند کو رائج کیا جسپر پہلے روتے تھے کہ ہائے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ لہذا آپنے دین کو دنیا پر ترجیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار گوہر بار

جمیع حضرات شیعہ اثنا عشری صاحبان والا شان کو

خوشخبری

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین کہ قرآن مجید ترجمہ والا حمیدہ جسکی تقطیع ۱۸×۲۲ کی ہوگی اور کاغذ بہت عمدہ
صاف شفاف سو روپیہ رم کا بہت ویسے جسکی ہر ایک جلد کا وزن پونے چھ سیر ہے متن ان کا کلام پاک جناب قبلہ و کعبہ مولوی
سید علی صاحب مجتہد لکھنوی کا اردو ترجمہ ہے اور حاشیہ پر جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی کی مسی تفسیر کا اردو ترجمہ جسکی
فارسی جلد کی قیمت نادر صاحب مجلد کا لکتاب بہی نسخہ لکھی ہے تو مومنین غور فرمائیں کہ کتنی بیش قیمت ہوگا اگرچہ
ترجمہ پہلے بھی بہت جلد قرآن جب چکا ہے مگر اس قرآن شریف کی خوبی ہے ہر پارہ میں سورتہ الحمد کا ترجمہ دیا گیا ہے بالکل
ترجمہ نہیں ہوا ہے اب بفضلہ اس قرآن مجید میں ہوا ہے بہت بڑا کیا گیا ہے اور فقرہ ہے کہ شیعہ جناب علامہ جناب صاحب
سے صحت کرائی ہے کہ جو کتاب ہندوستان میں اسی موافق غلط نامہ بھی چھپا کر لیا ہے جو پختہ کر دیا گیا ہے صحت کر کر
قرآن شریف جو صاحب طلب فرمائینگے بھیجا جاویگا اور جو صاحب خود دیکھ کر غلط نامہ سے صحت فرمائینگے تو غلط نامہ بھیجا جاویگا
اور ایک نسخہ اصل ہدیہ کیا جاویگا اگرچہ اسکے چھپوانے میں بہت روپیہ خرچ ہوا ہے مگر جو ہدیہ لیا گیا ہے وہ کاغذ کی بھی
مطبع نے نہیں لگایا ہے بلکہ ایسا عمدہ ہے کہ جیسا مبارک دو انڈہ امام علیہ السلام کے حضور میں بھیجنے کی کوشش ہے علاوہ
ان خوبیوں کے رسالہ قرأت کا خلاصہ اور سورہائے قرآنی کی فہرست اور دعائے تہجد وغیرہ حفظ قرآنی آیات وغیرہ کی
دیباچہ مزین ہے کہ جسکے دیکھنے سے ہر مومن کا دل شاد و شاد ہو جائیگا اس ہدیہ کی واسطے فائدہ جمیع مومنین کے فی پارہ
کا ہدیہ ۱۲ رکھا گیا ہے اگر کوئی صاحب مجلد طلب فرمائینگے تو ایک روپیہ جلد کا اور اگر رنگین طلائی منگائے تو چار روپیہ
علاوہ اس کے اضافہ ہونگے جمیع مومنین کو یہ نعمت عظمیٰ بیش قیمت سمجھنا چاہئے کہ جسکے حاشیہ کی تفسیر جسکی سبب سے
تمام شیعہ برادران کے دل خوش ہونگے جسمیں جابجا خداوند عالم نے اپنے بندہ خاص یعنی جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
کی تعریف فرمائی ہے اور ذکر خلافت میں بھی صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱ میں آیہ نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک بہی
عمدہ طور سے جناب ملا صاحب نے لکھا ہے فقط۔

جو اشخاص غیر مجلد کی جلد جو صاحب لینا چاہیں قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے اور جو صاحب نقدی
حاصل لینا چاہیں اس کا ہدیہ علاوہ محصول ڈاک ہے فقط

المشتہر

سید محمد ناصر حسین مالک دفتر مطبع نورانی آگرہ محلہ کوچہ بدیع مکان
مرزا حامد حسین وکیل مرحوم

التماس ضروری

(۱) الحمد للہ کہ اب اصلاح بہ پابندی وقت شایع ہو رہا ہے اور فضل خداوند عالم سے امید ہے کہ اب ہمیشہ پہلے ہفتہ مین رسالہ حاضر ہوا کرے۔

(۲) اگر مین بلکہ عالم نہ کہون تو تمام ہندوستان کی نسبت یقینی دعوی ہے کہ کوئی رسالہ مذہبی ہو یا پولیٹکل آپکو ایسا نہ ملیگا جسکا حجم ۴۸ صفحہ ہو اور قیمت سالانہ ۲ ہو یہ صفت اگر ہے تو صرف اصلاح مین جو اکثر ۵۶ صفحہ تک شایع ہوتا ہے۔ پھر حیف ہے کہ قدر دانی قوم سے یہ رسالہ نالان ہے جسوقت اسکا انتظام نادرست تھا۔ اشاعت وقت معین پر ہوتی تھی اوسوقت بھی کبھی اسمین وہ خرابی نہوئی جو دوسرے مدعیان اسلام کے ماہنبلکہ ہفتہ وار پرچون مین ہوتی ہے۔ اسپر اونکی قومین اپنے اپنے پرچونکی ترقی مین شب و روز کوشان رہتی ہین۔ اور اصلاح کیلئے یہ سامان ہے کہ سال گذشتہ ۹ سو ویلیو واپس آیے اور اس سال ۳۰۰۔ پھر فرمایئے اسکی ترقی کیونکر ہو۔

(۳) تفسیر بخاری حصہ اول رسالہ وضو۔ رفع الوثوق۔ السبیل۔ مناظرہ امجدیہ حصہ اول۔ رسالہ کلمۃ الحق بجواب شرر۔ اگر اس ماہ رجب مین یکجائی خریدے جائینگے تو مجموعی قیمت مین ۸ کی رعایت کی جائیگی بشرطیکہ کل کتابین ایک ساتھ طلب کی جائین۔

التمس نمبر ۲۵

یکجائی یہ نمبر اسی ماہ رجب یا رجب مین انشاءاللہ شایع ہونگے جن حضرات کا چندہ نہین وصول ہوا ہے براہ کرم جلد توجہ فرمائین۔

جملہ مراسلات

بنام منیجر اصلاح ہونا چاہیے نام لکھنے کی ضرورت نہین

رمی الجمرات یہی وہ کتاب ہے جسنے دیکھنا سو برس کا کام کیا نواب مہدی علی خان کی آیات بینات نے

مجالس ثلثہ مومنین کے دلونکو جو صدمہ پہنچایا ایسا نہ تھا جو بھول سکے مگر خدا مغفرت کرے جناب مولانا السید علی حسین صاحب جنکو آبادی اعلی اللہ مقامہ کی کا دو مضمون فوری ایسا جسپر جواب لکھا اور ایسا انتقام لیا کہ ہمیشہ کو یاد رہیگا یہ کتاب ایسا مقبول ہوئی کہ مکرر طبع کی نوبت آئی اور ایک ایک جلد صہ کو فروخت ہوئی مگر مین بخیال نفع عام ہر جلد کی قیمت جسکا حجم ۳۶۰ صفحہ ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط اور روشن چھپی ہے ماہ رجب تک اسکی قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ سے قرار دیتا ہون۔ اس پتے سے طلب فرمائے میر عباد حسین بمکان حکیم نظیر حسن صاحب